استعمار

شیخیت کے روپ میں

تالیف:

محمد حسین اکبر

رحمت اللہ بک ایجنسی

بمبئی بازار، کھارادر، کراچی ۲

No.......................Date.......
Section.........................Status...........
D.D. Class...............................
NAJAFI BOOK LIBRARY

بسمہ تعالیٰ

لا شیخیہ ولا خالصیہ

فقط شیعہ امامیہ اثنا عشریہ

ہَلَکَ فِیَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ غَالٍ وَ مُبْغِضٌ قَالٍ (فرمان حضرت علیؑ)

(ترجمہ) میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہوئے، ایک محبت میں غلو کرنے والا اور دوسرا دشمنی وعناد رکھنے والا

No. 15149 Date 6/1/11
Section ..... Status.....
D.D. Class.....
NAJAFI BOOK LIBRARY

استعمار

شیخیت کے روپ میں

تالیف:

محمد حسین اکبر، حوزہ علمیہ، قم

ناشر:

کتاب خانہ حسینیہ، گجرات، پاکستان

يَا فَاطِمَةُ الزَّهْرَآءِ يَا بِنْتَ مُحَمَّدٍ
يَا قُرَّةَ عَيْنِ الرَّسُوْلِ يَا سَيِّدَتَنَا
وَ مَوْلَاتَنَا اِنَّا تَوَجَّهْنَا وَاسْتَشْفَعْنَا
وَتَوَسَّلْنَا بِكِ اِلَى اللّٰهِ وَقَدَّمْنَاكِ
بَيْنَ يَدَیْ حَاجَاتِنَا يَا وَجِيْهَةً
عِنْدَ اللّٰهِ اشْفَعِیْ لَنَا عِنْدَ اللّٰهِ

جملہ حقوق طبع و عکس بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب : استعمار شخصیت کے روپ میں

مؤلف : محمد حسین اکبر

بار اوّل : ۱۹۸۴ء

کتابت : خان زمان علوی

قیمت : چودہ روپے

فہرست عناوین

عرض مولف	۵	عقیدہ بداء عند الشیعہ	۲۸
مقدمہ	-	عقیدہ حلول	۲۹
پہلا باب	۹	عقیدہ تناسخ	″
ابتدائیہ	″	حضرت علیؑ بصورت مروان بن الحکم	۳۱
رہبر کی ضرورت	۱۰	شیخ احسائی عدل کو اصول دین میں شمار نہیں کرتا	″
استعمار کی سازش	۱۳	عقیدہ رکن رابع	۳۲
دوسرا باب	۱۴	رکن رابع کے بارے میں سید باقر الصدر کا فتویٰ	۳۴
شیخ احمد احسائی	″	شیخ احمد احسائی کا معاد کے بارے میں عقیدہ	۳۶
علم خدا کے بارے میں شیخ کا نظریہ	۱۵	شیخ احمد احسائی اور اسلام پر ضرب کاری	۳۷
شیخ کے نظریات کا جواب اور ابطال	۱۸	شیخ احمد احسائی اور کربلا میں قتل و غارت	۳۸
شیخ احمد احسائی منکر وجود خدا	″	آقای ہاشمی رفسنجانی کی کتاب امیر کبیر کا صفحہ ۲۰۷-	۴۰
شیخ احمد احسائی منکر رسالت محمدؐ	۲۰	شیخ احمد احسائی کے خرافات	۴۱
شیخ احمد احسائی منکر محمدؐ و آل محمدؐ	۲۱	کیا آئمہؑ علل اربعہ موجودات عالم ہیں؟	۴۲
شیخ احمد احسائی منکر معاد	″	شیعوں کے گناہ آئمہ کے سر	۴۳
علم خدا کے بارے میں	۲۲	شیخ احمد احسائی اور جنت کی ٹکٹ	۴۴
عکس فتاویٰ مراجع عظام	۲۳	شیخ احمد احسائی کا سفر آخرت	۴۵
علم خدا کے بارے میں شیعہ خیر البریہ کا عقیدہ	۲۶	تیسرا باب	۴۹
عقیدہ بداء	۲۷	شیخ احمد احسائی کے لطیفے۔	″

سید کاظم رشتی کون تھا؟ ۴۹
آقای ہاشمی رفسنجانی کی کتاب امیر کبیر کا صفحہ ۵۰
سید کاظم رشتی کے خرافات۔ ۵۱
علی محمد باب۔ ۵۲
محمد کریم خان کرمانی۔ ۵۴
خلافت شیخیہ کی تیسری کڑی۔ ۵۶
مرزا حسن احقاقی کیلئے کویتی حکومت کا سپیشل طیارہ 〃
پاکستان میں شیخیت کے دو بڑے اڈے۔ ۵۸
عکس مکتوب احقاقی بنام سابقی۔ ۶۱
شیخ مرزا حسن احقاقی کا فتویٰ۔ ۶۲
تشہد میں علیؑ ولی اللہ پڑھنے سے نماز باطل۔ 〃
احقاقی نے سیدزادی کا غیر سید سے نکاح جائز قرار دیا 〃
لوہے کا کڑا پہننا اسلامی شعار نہیں ہے۔ ۶۳
ایک اور فتویٰ۔ 〃
مرزا حسن احقاقی کے فتاویٰ کا عکس۔ ۶۵
چوتھا باب ۶۶
شیخ احمد احسائی پر اولین فتویٰ کفر۔ 〃
سید کاظم رشتی، بزرگ علماء اور مراجع عظام نے شیخ احمد احسائی کے کفر کا فتویٰ دیا ۶۸
عکس عبارت قصص العلماء ۷۰
شیخ احمد احسائی اور اس کے پیروکاروں پر علماء کے فتوے ۷۱
فتویٰ آیت اللہ العظمیٰ امام خمینی۔ ۷۳
فتویٰ آیت اللہ العظمیٰ آقای گلپایگانی۔ ۷۴
فتویٰ آیت اللہ العظمیٰ آقای مرعشی نجفی ۷۷
فتویٰ آیت اللہ العظمیٰ آقای ابوالقاسم الخوئی ۷۹
فتویٰ آیت اللہ العظمیٰ شہید باقر الصدر ۸۱
فتویٰ آیت اللہ العظمیٰ سید عبداللہ شیرازی۔ ۸۳
فتویٰ آیت اللہ العظمیٰ آقای حسین علی منتظری۔ 〃
فتویٰ آیت اللہ العظمیٰ الشیخ محمد فاضل موحدی لنکرانی ۸۵
فتویٰ آیت اللہ الشیخ ناصر مکارم شیرازی۔ ۸۷
فتویٰ آیت اللہ الشیخ حسین نوری۔ ۸۹
فتویٰ آیت اللہ الشیخ مصطفےٰ نوری ۹۱
فتویٰ آیت اللہ الشیخ عبداللہ مجد فقیہی۔ ۹۳
فتویٰ علامہ مفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامہ ۹۷
فتویٰ علامہ احمد علی اعلی اللہ مقامہ ۹۸
قرارداد مذمت شیخیت ۹۹
پانچواں باب ۱۰۰
نوجوانان ملت کے نام 〃
شیعوں کو نیست و نابود کردو ۱۰۲
علمائے کرام اور ذاکرین عظام سے۔ ۱۰۴
عوام سے اپیل 〃
مدارک و مآخذ ۱۰۷

عرض مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ قال اللہ الحکیم فی القرآن الحکیم
و امر بالمعروف و نھیٰ عن المنکر ۔

جب اسلامی اقدار کو پائمال کیا جا رہا ہو ، مذہب حقہ کے مسلّم اصولوں کو مسخ کر کے دینِ حنیف اسلام میں تحریف کا سلسلہ شروع ہو جائے تو ہر مسلمان مومن پر واجب ہو جاتا ہے کہ وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کر کے ایک شرعی فریضہ کو ادا کرے ۔ لادینیت کے مقابلہ میں مطلق خاموشی گناہ ہے ۔ اسلامی اصولوں اور اسلامی شعائر کا تحفظ عین اسلام ہے ۔

چند سالوں سے وطن عزیز پاکستان کے مومنین یا تمکین موالیانِ اہلبیت علیہم السلام کے ایمان وایقان کو متزلزل کرنے کی کوششیں دسیع پیمانے پر کی جا رہی ہیں ۔ سیم و زر کے پجاری قسم قسم کے خرافاتی نظریات کا پرچار کر رہے ہیں ، کسی کو وہابی تو کسی کو غالی ، کسی کو خالصی تو کسی کو شیخی قرار دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ گویا پاکستان میں کوئی بھی شیعہ اثنا عشری نہیں بستا ، قوم کے افکار کو مختلف قسم کے سطحی اختلافات کا شکار کر کے تباہی و بربادی کے کنارے پہنچا دیا گیا ہے ۔

اور اب تو واقعی طور پر چند افراد نے مفروضہ نعروں کو حقیقت کا لبادہ پہنا کر مستقل طور پر غیر شیعہ نظریات کی تبلیغ شروع کر دی ہے ۔ ہر شیعہ بخوبی جانتا ہے کہ شیعہ کا دوسرا نام جعفری یا امامیہ اثنا عشری تو ہو سکتا ہے لیکن شیخی ، خالصی ، وہابی یا غالی ہرگز ہرگز نہیں !
لیکن ایک گروہ بنام "شیخیت" اپنے آپ کو شیعہ کہلانے کی جسارت کر رہا ہے ، اور لوگوں کو یہ باور کرانے کے لئے دن رات دسیع پیمانے پر تبلیغ کی جا رہی ہے ، سرمایہ خرچ کیا جا رہا ہے کہ "شیخیت" شیعیت ہے ۔

عوام کے اذہان ان اختلافات کی وجہ سے مضطرب و پریشان ہیں کہ کہاں جائیں۔ اپنے آپ کو کس نام سے پکاریں، حقیقت حال آئے دن مخدوش سے مخدوش تر ہوتی جارہی ہے۔ اس لئے بندۂ ناچیز نے اپنا شرعی فریضہ سمجھتے ہوئے اس فرقۂ ضالہ شیعیت کی حقیقتِ حال کو واضح کرنے کے لئے ضروری سمجھا کہ شیعیت کے موضوع پر ایک کتاب مرتب کی جائے لہٰذا تعلیمی و تدریسی مصروفیات سے تھوڑا تھوڑا وقت نکال کر "استعمار، شیعیت کے روپ میں" نامی ایک مختصر مگر جامع کتاب مرتب کی تاکہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا ہو جائے۔

اس بات کی وضاحت کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ استعمار، استحمار اور استثمار کے الفاظ کن معنوں میں استعمال ہوتے ہیں، تاکہ مطالب کے سمجھنے میں آسانی ہو، سب سے پہلا لفظ استعمار ہے۔ سپر طاقتیں سب سے پہلے کمزور و غیر ترقی یافتہ اقوام کو تعمیر و ترقی کے بہانے مختلف حیلوں سے یہ یاد کرانے کی کوشش کرتی ہیں کہ ہم آپ کے خیر خواہ ہیں۔ ہم آپ کو ترقی کی منزلیں طے کرانے کے لئے تمہارے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرنے کے لئے حاضر ہیں۔ اس طرح وہ کمزور اقوام میں نفوذ پیدا کرنے کی خاطر ان کے مروّجہ مذہبی نظریات و رسومات کو اپنی طرف سے مزید مرچ مصالحہ لگا کر خوبصورت بنا کر پیش کرتے ہیں تاکہ اپنے آپ کو ان کے تہذیب و تمدن کے شیدائی ظاہر کریں۔ جب وہ اس راستے سے ان اقوام کے داخلی معاملات میں دخل اندازی شروع کر دیتے ہیں تو قوموں کے اندر مذہب سازی کے ذریعے اختلاف و انتشار کو ہوا دے کر نظریاتی جنگ شروع کرا کر قوموں کی قوت کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔

اور پھر اس کے بعد ان کے منصوبہ کا دوسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے اور وہ ہے "استحمار" یعنی استعماری جب غیر ترقی یافتہ اور اسلامی ممالک میں اپنے قدم جمانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو وہ پھر وہاں کے باسیوں کو گدھے کی طرح صرف بے عقل ہی نہیں سمجھتے بلکہ ان سے گدھوں کی طرح کام بھی لیتے ہیں اور انہی لوگوں کی زحمات سے اپنے شوم مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہوتے ہیں۔ جب وہ ستمدیدہ اور مستضعف اقوام کو ترقی

و تعمیری منصوبوں کا لالچ دے کر اپنی مرضی کے مطابق کام لینے کے لئے مکمل طور پر تیار کر لیتے ہیں تو پھر ان کا تیسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے اور اس کو "استثمار" کہتے ہیں وہ یہ کہ یہ استعماری مہذب ڈاکو وہاں کے غریب و مظلوم عوام کے خون پسینہ کی کمائی کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنا شروع کر دیتے ہیں اور ان غریبوں کو ان کی تباہی کا احساس تک بھی نہیں ہونے دیتے۔ استعماری مظلوم عوام سے چند طرح کے ثمرات کی توقع رکھتے ہیں:

اوّلاً پوری حکومت پر غاصبانہ قبضہ کرنا مقصود ہوتا ہے۔ بصورت دیگر وہاں پر موجود معدنیات و ذخائر کا حصول، اور اگر یہ ممکن نہ ہو سکے تو آخری حربہ وہاں کے باسیوں کے عقائد و نظریات میں اپنے فاسد و مفسد نظریات کو مخلوط کر کے ان کو تحفہ کے طور پر دے دیتے ہیں، جن کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ غریب و سادہ لوح عوام استعمار کے دیئے ہوئے غلط رسم و رواج اور عقائد و نظریات کے بدلے میں اپنے مذہب و مسلک اور ذہنی و فکری آزادی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور استعماری طاقتیں جو آج کل امریکہ و روس اور ان کے ہمنوا ممالک ہیں، اس کام کے آغاز کے لئے ایسے افراد کو منتخب کرتے ہیں جو مذہبی لباس میں ان کے مقاصد کے حصول کے لئے کام کریں اور یہ شیخیّت، بابیّت، بہائیّت، مرزائیّت، دہابیّت اور خالصیت انہی کارروائیوں کا ثمرہ ہے۔

اس کتاب میں بڑے اختصار کے ساتھ "فرقہ شیخیہ" کا پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے۔ ان کے عقائد باطلہ کو انہی کی کتب سے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاہم تائید کے طور پر ان کے ردّ میں لکھی جانے والی کتب سے بھی استفادہ کیا ہے۔ تائید مزید کے طور پر حوزہ علمیہ قم کے اساتید و مراجع عظام دام ظلہم العالی کے فتاوی کو بھی کتاب میں شامل کیا ہے تاکہ قارئین محترم اگر ان لوگوں کی غیر اسلامی تبلیغات سے غلط اثر قبول کرنے کی سوچ رہے ہوں تو وہ اس کتاب کا مطالعہ فرما کر گمراہی و ضلالت کے گڑھوں کی نذر ہونے سے محفوظ ہو جائیں اور اپنے آپ کو شیخی، خالصی،

وہابی، غالی کہلانے کی بجائے صرف اور صرف شیعہ اثنا عشری کہلانے میں فخر محسوس کریں۔ یقین کیجئے جو کوئی بھی اپنے آپ کو شیخیت، خالصیت، وہابیت اور غالیت سے وابستہ کرے گا وہ اپنے آپ کو گمراہ اور بھٹکا ہوا سمجھے اور یقین کر لیں کہ ان راستوں کے علاوہ ایک اور راستہ ہے جو جنت کو جاتا ہے، جو صراط مستقیم ہے اور وہ صرف اور صرف جادۂ شیعیت ہے۔

میں نے حقیقتِ حال کو کافی حد تک واضح کر کے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا شرعی فریضہ ادا کر دیا ہے۔ اب جو شخص ہدایت کا طالب ہے، ہدایت حاصل کرے اور جو گمراہی و ضلالت کی تاریکی میں رہنا پسند کرتا ہے وہ وہیں خوش رہے۔ البتہ میری دعا ہے کہ خداوند متعال اس کتاب کے ذریعے ان حضرات کو بھی ہدایت فرمائے جو شیخیت کو اپنا چکے ہیں۔ اور ان کو بھی ثابت قدم رہنے میں مدد دے جن کے قدم ڈگمگا رہے ہیں اور یہی میری اس کتاب کی غرض تالیف ہے۔

آخر میں تمام اساتید حوزہ علمیہ قم دام عزہم کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کے مرتب کرنے میں میری مدد فرمائی۔ بالخصوص حجت الاسلام علامہ سید مرتضیٰ حسین صاحب صدر الافاضل، لاہور اور جناب حجت الاسلام علامہ حسن رضا غدیری صاحب حاکم شرع کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کو ملاحظہ فرمایا اور اسکی افادیت کے پیش نظر اسکی فوری اشاعت کا مشورہ دیا اور مفید مشوروں کے ساتھ ساتھ میری حوصلہ افزائی بھی فرمائی۔

جناب برادر محترم حجت الاسلام مولانا خورشید انور جوادی دام عزہ کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کی طباعت کے سلسلے میں میری کمک فرمائی۔

خداوند قدوس بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم السلام تمام مسلمین و مومنین کو اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اتحاد و اتفاق کی نعمت سے سرفراز فرمائے، اسلام دشمن طاقتوں کا خاتمہ فرمائے تاکہ اسلام واقعی اپنی پوری آب و تاب سے دنیا کے گوشہ و کنار میں پھیل سکے۔ آمین۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
محمد حسین اکبر، حوزہ علمیہ، قم المقدسہ

۱۷ / جمادی الاول ۱۴۰۴ھ
۲۰ / فروری ۱۹۸۴ء

پہلا باب

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ رب العالمین ۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ الطیبین ۔ اما بعد ۔ انّ اللہ لا یغیّر ما بقوم حتیٰ یغیّروا ما بانفسھم ۔ (القرآن سورۂ رعد آیت ۱۱)

اسلام ایک ترقی یافتہ دین ہے ۔ اس کا ہر اصول اور قانون اٹل ہے ۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک انسان فکر و شعور کی مختلف منزلیں طے کرتا رہا ، لہٰذا جیسے جیسے انسانی فکر و شعور میں ترقی ہوئی زمانے کے حالات بدلے ، تہذیب و تمدّن میں تبدیلی واقع ہوئی ، اسی تہذیب و تمدن کا سہارا لے کر بعض خود غرض اور ہویٰ و ہوس کے غلاموں نے فطرت کے اصولوں کو پاؤں تلے روندنا شروع کیا اور گمراہی و ضلالت کے نئے باب کھول دیئے ۔ لوگ : "کل جدید لذیذ" پر عمل کرتے ہوئے ان کے بنادٹی اور خود ساختہ نظریات کے پیچھے دوڑ بھاگتے ۔ خدا کے بھیجے ہوئے نبیؑ ان کو خواہشات نفسانیہ کی پوجا سے ہٹا کر فطرت کے اصولوں کی طرف متوجہ کرتے ۔ ہر زمانہ کے ماحول کے مطابق لوگوں کو ہدایت کرنے کے انداز بھی تبدیل ہوتے رہے ، نئی شریعتیں اور کتب سماوی نازل ہوتی رہیں ، لیکن جب حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ آیا ، بلاشک گمراہی و ضلالت ان مدارج سے بھی گزر چکی تھی جہاں تک شاید پہلے تاریخ انسانیت میں نہ پہنچی ہو ۔

لیکن اتنا فرق ضرور پیدا ہو چکا تھا کہ لوگوں کا شعور اور عقل و وجدان خدا کے آخری قانون کو سمجھنے کی صلاحیت حاصل کر چکا تھا ۔ اس قانون پر عمل پیرا ہونا ممکن ہو چکا تھا ۔ اسی لئے خداوند

قدوس نے اپنا آخری قانون اور آخری پیغمبر بھیجا، جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظلم وستم کے خلاف جہاد کیا۔ جہالت وضلالت کوچ کرنے لگی، دینِ اسلام کی شعاعیں جزیرۃ العرب کی حدود کو عبور کر کے مشرق بعید اور انتہائے مغرب تک روشنی دینے لگیں، حلالِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت تک کے لئے حلال قرار دے دیا گیا، حرامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت تک کے لئے حرام قرار دے دیا گیا، قانونِ خدا میں کسی بھی قسم کی ترمیم و تنسیخ ممنوع قرار دے دی گئی، کسی قسم کے غیر ضروری اضافہ کو بدعت سے تعبیر کیا گیا۔

رہبر کی ضرورت

انسان متضاد عناصر کا مجموعہ ہے، جب کبھی ایک عنصر دوسرے عنصر پر غالب آتا ہے تو نتیجہ یقیناً فساد کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے خواہ وہ فساد ذہنی تخریب کاری کا باعث بنے یا قتل و غارت اور خون خرابے کی بنیاد ڈالے، ان حالات کو کنٹرول کرنے کے لئے کسی نہ کسی رہنما کی اشد ضرورت ہوا کرتی ہے، کیونکہ خدا نے اپنی پوری کائنات کو ایک نظام کے مطابق قائم فرمایا ہے اور ہر نظام کے چلانے کے لئے کسی نہ کسی منتظم کی ضرورت ایک لازمی امر ہے۔

انسان کی مختلف عناصر سے وجود میں آنے والی ______________ مختلف خواہشات ہی انسان کو کبھی تو اعلیٰ علیین کے مراتب پر فائز کرتی ہیں اور کبھی ان کا غلط استعمال نہ صرف اس انسان کی زندگی کے لئے خطرہ کا باعث بنتا ہے بلکہ اس کی وجہ سے دوسروں کی زندگی بھی اجیرن ہو جاتی ہے، اس لئے کسی ایسے رہبر اور مصلح کی ضرورت ہوا کرتی ہے جو عوام کے اخلاق و کردار کو سدھارنے کا فریضہ انجام دے اور لوگوں میں نیکی، مساوات، ہمدردی، ایثار و قربانی، اعتماد اور بلند نظری کا تصور پیدا کرنے کے لئے عملی نمونہ پیش کرے، جس نمونہ کو ہر شخص آئینہ حیات بنا کر اپنی حدود کے اندر رہ کر کام کرے جس سے انسانی معاشرے کی اصلاح ہو۔

اگرچہ رہبری اور اصلاح معاشرہ کا فریضہ ایک خطرناک فریضہ ہے جو اوّل سے لے کر آخر تک خطرات سے بھرا ہوا ہے، قدم قدم پر دہشت اور خوف و ہلاکت کا سامنا ہے، ان تمام خطرات کے باوجود رہبر اور مصلح خواہش پرستی کی راہوں پر بند باندھتا ہے، حق پرستی کی دعوت دیتا ہے، دقیانوسی خرافات اور اوہام پرستی کی مضبوط سے مضبوط دیواروں کو گرا کر اصلاح معاشرہ کی عمارت کو نئے سرے سے تعمیر کرتا ہے، بظاہر اس کی باتیں کڑوی محسوس ہوتی ہیں، اس کے مخالفین میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کو نیک راستے سے ہٹانے کے لئے عدل و انصاف اور حق کے قاتل، مکر و فریب، قوت و طاقت اور ہوس و لالچ کے ہر قسم کے زہریلے ہتھیار بھی استعمال کرنے سے گریز نہیں کرتے، لیکن رہبر کے عزم صمیم میں ذرا برابر بھی لغزش پیدا نہیں ہوتی، مادیت کا ہر نیا وار اس کے ارادوں کو مضمحل کرنے کی بجائے اس کے ارادوں کی تقویت کا باعث بنتا ہے اور یہی وجہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی جان کی بازی لگا کر بھی ہدایت اور اصلاح معاشرہ کے پرد گراموں کو آگے بڑھاتا ہی چلا جاتا ہے۔

عقاید و خیالات اور اصلاح معاشرہ کی مہم کوئی آسان کام نہیں ہے، سلف کی اندھی تقلید کے نتیجہ میں روح و جان میں راسخ ہونے والے پرانے رسم و رواج کی بیخ کنی غیروں کی غلط پیروی، بدعملی کے شکار لوگوں کو گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکال کر نور و ہدایت کی وادی میں لانا جان جوکھوں کا کام ہے، قوموں کی سرد مہری کو توڑ کر حرکت و انقلاب کی راہ پر لا کھڑا کرنا بڑی بڑی قربانیوں کے بعد ہی ممکن ہوا کرتا ہے، رہبر و مصلح کے سینہ میں دھڑکنے والا دل بھی گوشت اور خون کا ہی لوتھڑا ہوتا ہے لیکن اس کو اتنا قوی بنا دیا جائے کہ وہ فولاد کی طرح مضبوط ہو جائے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی مشکلات بھی اس کے ساتھ ٹکرا کے پاش پاش ہو جائیں اور وہ دل غلط قسم کے رسم و رواج اور اس بے وفا دنیا کی رنگینیوں سے اپنے مقصد کو چھوڑنے کا تصوّر تک نہ کر سکے۔

حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان اوصاف کی روشنی میں اہل دنیا کو جہالت کے تاریک گڑھوں سے نکال کر عدل و انصاف اور نور و ہدایت کی پرسکون وادی میں پہنچا دیا تھا، لیکن مسلمانوں کی بدبختی ہی کہئے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات کے بعد

ان کی آسمانی تعلیمات سے دور ہی ہوتے چلے گئے اور جونہی واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعًا ولا تفرقوا کی رسی کو چھوڑ دیا تو تباہی و بربادی طبعی چیز تھی۔ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی اھلبیتی الخ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری وصیت کو پسِ پشت ڈال کر تفرقہ بازی کا شکار ہو گئے اور مسلمانوں کے کئی فرقے بن گئے لیکن اس زمانہ میں پھر بھی ایسے ہادیانِ برحق موجود تھے جو اوصافِ بالا سے پوری طرح متصف تھے۔ حالات کے ناموافق ہونے کے ناطے امت مسلمہ کی ڈگمگاتی ہوئی کشتی کو ساحل نجات پر پُرامن طریقے سے پہنچاتے رہے۔ بلاشبہ طرح طرح کی آندھیاں چلیں، طوفان آئے، انقلاب پہ انقلاب آئے لیکن پھر بھی بزرگانِ اسلام یعنی آئمہ علیہم السلام کی بدولت اسلام کی تعلیمات تحریف ہونے سے محفوظ رہیں، اگرچہ دشمنِ اسلام نے مسلمانوں کے شیرازۂ وحدت کو بکھیرنے کی کئی بار ناکام کوشش کی لیکن ہادیانِ برحق جان کی بازی لگا کر پھر بھی اسلام اور مسلمانوں کی لاج رکھ لیتے۔

زمانہ گزرتا رہا، حالات کروٹیں بدلتے رہے، آخر تاریخ کو وہ دن بھی محفوظ کرنا پڑا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری جانشین ھادیٔ برحق حضرت مہدی منتظر عجل اللہ فرجہٗ الشریف نے حالات کے تقاضوں کے مطابق حکمِ خداوندی سے غیبتِ کبریٰ اختیار فرمائی اور اپنی نیابتِ عامہ کا ان الفاظ میں اعلان فرمایا: "فاما من کان من الفقہاء صائنًا لنفسہ حافظًا لدینہ مخالفًا علی ھواہ مطیعًا لامر مولاہ فللعوام ان یقلدوہ۔" فقہاء میں سے جو کوئی بھی اپنے نفس کو "نافرمانیِ" خدا سے محفوظ رکھے، دینِ خدا کا محافظ ہو، اپنی خواہشاتِ نفسانیہ کا مخالف ہو، امرِ مولا کا پابند ہو، پس عوام کو ایسے فقیہ کی تقلید کرنا چاہئے۔ (وسائل الشیعہ۔ج ۱۸۔ص ۹۴) جب نیابت عامہ کا دور شروع ہوا تو نور ہدایت کے چراغ کو بجھانے کے لئے ظلم وستم کی آندھیوں میں اور تیزی آئی لیکن "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل — العلماء ورثۃ الانبیاء" کے مصداق افراد نے ہر طوفان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور چراغ ہدایت سے اتنی تعداد میں کئی اور چراغ روشن کر دیئے کہ ظلم وستم اور جہالت وضلالت، ظلمت وتاریکی

نے منافقانہ چالیں چلنے میں اپنی نجات سمجھی۔

استعمار کی سازش

مشرق و مغرب کی استعماری سپر طاقتوں نے اسلام کی بنیادوں کو اکھیڑنے کیلئے زمانۂ رسالت میں اور بعد کے ادوار میں بھی اسلام اور مسلمانوں سے کئی جنگیں لڑیں اور شکستِ فاش کھائی، لیکن اب کی بار صلیبی جنگوں میں انہوں نے اپنے تمام تر جدید ہتھکنڈوں کو مسلمانوں پر آزمانے کی ٹھانی، لیکن پھر بھی جب ان کو ہر محاذ پر منہ کی کھانا پڑی تو اب انہوں نے انتہائی دسیز اور خطرناک چالیں چلنا شروع کیں، وہ اس طرح کہ مسلمانوں کو ان کے روحانی سرپرستوں اور آسمانی تعلیمات سے دور کیا جائے اور اس کام کے لئے ان کو ایسے افراد کی ضرورت محسوس ہوئی جو روحانی لباس میں شیطانی نظریات کو ہوا دیں، جن کی بدولت مسلمان ایک دوسرے کے جانی دشمن بن جائیں، مسجد سے مسجد ٹکرانے لگے، مدرسہ سے مدرسہ ٹکرانے لگے، ایک منبر سے دوسرے منبر پر کیچڑ اچھالا جائے۔ اسلامی نظریات کے مبلغ شیطانی اور استعماری خواہشات کی ترجمانی کرنے لگ جائیں۔

ان کاموں کے لئے استعمار نے کرائے کے آدمی تیار کئے اور مسلمانوں میں قسم قسم کے خرافات پر مبنی مذاہب ایجاد کر ڈالے اور پس پردہ ان کی خوب سرپرستی اور رہنمائی کی۔ جب ان افراد نے اپنے خود ساختہ نظریات اور مذاہب کا تشخص منوالیا تو مسلمانوں کے کئی فرقے بن گئے۔ کہیں پر وہابیت کی بنیاد رکھی، کہیں قادیانی مرزائیت کو دینِ حق قرار دیا، کسی اسلامی ملک سے خلافت کا خاتمہ کر کے قرآن و قرآنی تعلیمات کا جنازہ اٹھایا گیا، عربی کی تعلیم قانوناً ممنوع قرار دے دی گئی۔ جب اس تجربہ میں کامیابی کے واضح نتائج حاصل ہوئے تو پھر تحقیق مزید کی خاطر اپنے جاسوسوں کو مسلمانوں کی خامیوں اور خوبیوں کی تحقیق کرنے کے لئے بھیجا، دیکھا کہ مسلمانوں میں ایک شیعہ نامی بھی مسلم گروہ ہے جس میں آج بھی تقلید کے عنوان سے مرکزیت قائم ہے، لوگ مجتہدِ اعظم نائب امام کے حکم کی

اطاعت کو دینِ اسلام کا جزو خیال کرتے ہیں، اس کے حکم کی نافرمانی گناہ کے مترادف ہے، لہٰذا اب اپنی تمام کوششیں شیعہ مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کے پروگراموں پر مرکوز کر دیں۔

دوسرا باب

شیخ احمد احسائی

اس فریضہ کی انجام دہی کے لئے ان کی نظریں شہر احساء میں ایک صحرا نشین گھرانے میں پیدا ہونے والے احمد نامی شخص پر پڑیں، جو باپ بیٹا دونوں بعد میں شیعہ ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ عجب سوچی سمجھی سکیم تھی کہ جن جن افراد کو استعمار نے اپنے کام کے لئے منتخب کیا، ان کے نام جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی سے مناسبت کھاتے تھے، فرقہ وہابیت کا بانی محمد بن عبدالوہاب، مرزائیت کا بانی غلام احمد قادیانی، ترکی میں مصطفےٰ کمال پاشا اور مذہب شیخیہ کے لئے شیخ احمد احسائی تھا۔ ان افراد کے اسماء کی کڑیاں ملائی جائیں تو تینوں تمام کا ایک ہی مقام سے دبتا ہوا نظر آتا ہے۔

شیخ احمد احسائی نے بحرین میں تعلیم حاصل کی اور ابن ابی جمہور احسائی کے کتب خانہ سے استفادہ کیا اور اسی کے مسلک کو قبول کرتے ہوئے، اسی کی شہرت کو اپنے نام کا دنبالہ قرار دیا، بعد میں بصرہ میں تدریس کرتا رہا۔ اور پھر آہستہ آہستہ شیعہ قوم کے نظریات وعقائد میں نئی نئی موشگافیوں کا آغاز کیا تاکہ اپنے آقاؤں کے مقاصد کو عملی جامہ پہنانے میں کامیابی حاصل کر سکے، کیونکہ یہ بات مسلّم ہے کہ کسی بھی قوم کا زوال اس وقت شروع ہوتا ہے جب اس کے اصول ونظریات اور عقائد کے مفسّر نفس امّارہ اور شیطان کے زر خرید غلام بن کر روح عمل کو قوم کے قالب سے آہستہ آہستہ اس انداز میں نکالنا شروع کر دیں کہ محسوس تک بھی نہ ہو اور قوم نظریاتی اختلافات کا

شکار ہو کر اپنے ہاتھوں سے ہی اپنے آپ کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کر سے لہٰذا شیخ احمد احسائی نے بھی اسی طریق پر عمل پیرا ہو کر اس قسم کے خرافات اور لا یعنی نظریات کو اصول اسلام قرار دے کر فرقہ شیخیہ کی بنیاد ڈالی۔

شیخ احمد احسائی کے عقائد

استعمار کے دیئے ہوئے پروگرام کے مطابق شیخ احمد احسائی نے مذہب شیعہ کے مسلمہ عقائد کو مسخ کرنا شروع کردیا اور ایسے ایسے ضال و مضل قسم کے عقائد گھڑ کر استعمار کے عطایا اور نوازشات کا صلہ دیا جن کا عقائد مذہب شیعہ خیر البریہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

علمِ خدا کے بارے میں شیخ کا نظریہ

سید العلماء والمجتہدین وعمدۃ الفقہاء والاصولیین و زبدۃ الفضلاء والمحققین مرحوم آقا سید اسمٰعیل طبرسی نوری ؒ اپنی عقائد مذہب شیعہ خیر البریہ پر مشتمل عظیم الشان کتاب "کفایت الموحدین" کی جلد اوّل صفحہ ۱۶۷ میں علم خدا کے بارے میں شیخ احمد احسائی کے من گھڑت نظریہ کو پیش کرتے ہوئے اس کا مفصل جواب تحریر فرمایا ہے۔ یہاں پر شیخ کے باطل نظریہ اور اس کے دندان شکن جواب کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے :-

شیخ احمد احسائی نے علم خدا کے بارے میں متفق علیہ عقیدہ کی مخالفت کرتے ہوئے یہ نظریہ قائم کیا کہ خدا اپنے ذاتی علم کے ذریعے صرف اپنی ہی ذات کا علم رکھتا ہے اور جو ماسوی اللہ اشیاء ہیں خدا ان کے بارے میں ان کے وجود میں آنے کے بعد صرف علم فعلی یعنی علم حادث رکھتا ہے، شیخ اس بات کا منکر ہے کہ خدا ممکنات کے وجود میں آنے سے پہلے ان کا عالم ہو وہ ممکنات جو ابھی

تک وجودی صورت میں موجود نہیں ہیں، خدا ان کا عالم نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں خدا ازل میں ممکنات کا عالم نہیں تھا کیونکہ ممکنات تو ازل میں وجودی صورت میں موجود نہیں تھیں لہٰذا خدا ازل میں صرف اپنی ذات کا ہی عالم تھا اور اپنی ذات کے علاوہ اسے کسی شے کا علم نہ تھا۔ ممکنات کا علم وجودی صورت میں آنے کے بعد ہی خدا کو حاصل ہوا۔ اس علم کو علم فعلی یا حادث کہتے ہیں۔ لہٰذا خدا کو اپنی ذات کا علم، علم ذاتی ہے جبکہ دوسری تمام اشیاء کا علم، علم فعلی یا حادث ہے۔

اس نظریہ کا یہ استدلال پیش کرتا ہے کہ علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ عین معلوم ہو، خواہ وہ علم ممکن کے بارے میں ہو یا واجب کے بارے میں اور یہ علم بھی اس شرط سے علم ثابت ہوگا کہ علم معلوم پر مرتبط ومنطبق ہو اور اس سے مقارن ومنفصل بھی ہو اور یہ شرائط کسی بھی شے میں اس وقت تک متحقق نہیں ہو سکتیں جبتک معلوم خارج میں وجودی صورت میں موجود نہ ہو لہٰذا بنا بریں کیونکہ ممکنات وحوادثات ازل میں موجود نہیں تھیں لہٰذا خدا تعالیٰ کا ان اشیاء کے بارے میں علم، علم ذاتی واقع نہیں ہو سکتا اگر ازل میں علم خدا متحقق ہو تو قِدَم موجودات لازم آئے گا یا پھر ذات واجب تعالیٰ صفت حدوث سے متصف ہوگی جو صفت حوادثات کے ساتھ مرتبط ومقترن ہو۔

اپنی کتاب شرح عرشیہ کی مبحث ارادہ میں شیخ احسائی اپنی عقل کی روشنی میں علم فعلی کی چند اقسام ذکر کرنے کے بعد رقمطراز ہے: "فذاتہ سبحانہ علم بحت ولا معلوم وایاک ان تقول انّہ عز وجل عالم بھا فی الازل لانّھا لیست فی الازل"۔ یعنی ذاتِ خدا علم محض ہے جو اس کی ذات ہی ہے۔ ازل کے بارے میں خدا کو ذرا برابر بھی علم نہیں ہے، لہٰذا آپ کو یہ کہنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے کہ خدا ازل میں اشیاء کا عالم ہے کیونکہ وہ اشیاء ازل میں موجود نہ تھیں، جب موجود نہ تھیں تو خدا کو بھی علم نہ تھا۔

اسی طرح رسالہ شرح علمیہ جو اخوند فیض کی ردّ میں لکھا تھا اس میں شیخ نے اس طرح لکھا ہے:

فلا یقال انّہٗ یعلم الممکن بما ھو مکوّن ولا المکوّن بما ھو ممکن لان علمہ تعالیٰ لا یکون علی خلاف معلومہ ففی الازل لیست ھکذا شیئاً ومحال ان توجد ھناک

فیعلم انہا لیست شیئاً وان وجودھا محال بمعنی ان اللہ سبحانہ لا یعلم ھناك شیئاً الّا ذاتہ خاصہ ولا یعلم غیرہ "۔ یعنی یہ نہیں کہنا چاہئے کہ خدا ایسے ممکن کے بارے میں علم ذاتی رکھتا ہے جو ایجاد ہو چکا ہے اور یہ بھی کہنا جائز نہیں ہے کہ خدا اس ایجاد شدہ شے کا عالم ہے جو ابھی تک ممکن ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا علم اس کے معلوم کے خلاف نہیں ہو سکتا، ازل میں چیزیں نہ تھیں، لہٰذا یہ کہنا محال ہے کہ خدا تعالیٰ ازل میں ان چیزوں کا عالم تھا البتہ صرف اپنی ذات کا عالم تھا اور اپنی ذات کے علاوہ ازل میں کسی شے کا عالم نہ تھا۔

شرح رسالہ کے آغاز میں لکھتا ہے: " انما العلم فی حقہ سبحانہ تعالیٰ قسمان احدھما العلم الذاتی و ھو نفس الذات و قد ثبت بالدلیل العقلی و النقلی انہٗ بذاتہ عالم ولا معلوم و ثانیھما العلم الحادث و لہٗ مراتب متعددہ ... الخ "۔ یعنی خدا تعالیٰ کا علم دو طرح کا ہے۔ ان دو علموں میں سے ایک علم، علم ذاتی ہے جو اس کی نفس ذات ہے اور دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہو چکا ہے کہ خدا اپنی ذات کا عالم ہے اور اپنی ذات کے علاوہ اس کے لئے کوئی شے معلوم نہیں ہے۔ اور دوسرا علم، علمِ حادث ہے۔ اور علم کی اس قسم کے کئی مراتب ہیں۔ اس کے بعد اقسام علم کو ذکر کرتا ہے اور اپنے اس قول کی تصدیق کے طور پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان نقل کرتا ہے:

قال الصادق علیہ السلام کان ربّنا عزّ و جلّ والعلم ذاتہ فلما احدث الاشیاء وکان المعلوم وقع العلم منہ علی المعلوم۔ یعنی ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے آئمہ علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے خدا کا علم ذاتی ہے اور اشیاء کے خلق کرنے کے بعد جب معلوم وجودی صورت میں آئے تب علم علی المعلوم واقع ہوا۔

اسی طرح اور بھی کئی باطل نظریات علمِ خدا کے بارے میں اس نے قائم کئے ہیں۔ بہرحال علمِ ذاتِ خدا کے بارے میں شیخ کا یہ نظریہ دوسرے کئی نظریات کی طرح باطل ہے۔

شیخ کے نظریات کا جواب اور ابطال

شیخ نے یہ جو عقلی استدلال قائم کیا ہے کہ علم کو عین معلوم ہونا چاہئے اور جب تک معلوم وجودی طور پر متحقق نہ ہوگا علم نہ کہلائے گا اور واضح الفاظ میں بیان کیا کہ اس علم کو معلوم کے ساتھ مطابقت رکھنا ضروری ہے یعنی اگر علم طویل ہے تو معلوم کو بھی طویل ہونا چاہئے، نہ کہ قصیر۔ اگر علم سفید ہے تو معلوم کو بھی سفید ہونا چاہئے نہ کہ سیاہ اور یہ کہ علم معلوم پر مقترن و واقع ہو، اگر ایسے نہ ہو تو علم نہیں ہوگا۔ یہ چیز خدائے واجب الوجود کے بارے میں علم اور معرفت اجمالی کے بارے میں لوگوں کے علم کو غلط قرار دیتی ہے۔

شیخ احمد احسائی منکر وجود خدا

اگر شیخ سے سوال کیا جائے کہ آپ نے جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان نقل کیا ہے اس کی روشنی میں آپ کا واجب الوجود کے وجود کے بارے میں علم بنا بر سبیل اجمالی ہے اور وہ علم ہے یا غیر علم ہے۔ اگر کہو کہ غیر علم ہے تو آپ کے اس انکار سے یہ لازم آئے گا کہ آپ صانع عالم کے منکر ہیں اور خدائے خالق پر تمہارا ایمان و اقرار نہیں ہے اور اگر کہو کہ میرا اعتقاد واقرار ذاتِ خدا پر اجمالاً ہے تو ہم یہ کہیں گے کہ وجود صانع تعالیٰ کے بارے میں تمہارا اعتقاد وہی تصدیق جازم ہے جو واقع کے موافق ہے جو علم اللہ تعالیٰ کے بارے میں علم اجمالی ہو، جس کا وجود اس کی عینِ ذات ہے تو اس صورت میں ہم یہ کہیں گے کہ تمہارا وجود واجب تعالیٰ کے بارے میں علم، عین وجود واجب تعالیٰ ہے یا اس کا غیر ہے اور اس کے وجود کے مطابق ہے یا غیر مطابق اس کے ساتھ مقترن و ملا ہوا ہے یا اس پر غیر مقترن واقع ہے۔ اگر تم یہ کہو کہ تمہارا علم عین واجب الوجود ہے۔ جس نکتہ پر تم نے اپنے نظریہ کو قائم کیا ہے۔ تو پس صفات امکان ونقائص وحدوث میں سے ذاتِ

واجب تعالیٰ پر بھی وہی کچھ جاری ہوگا جو کچھ تمہاری ذات پر جاری ہوا ہے۔ اگر یہ کہو کہ تمہارا علم غیر وجود واجب ہے تو یہ چیز تمہارے اس نظریہ کے خلاف ہے کہ علم کو عین معلوم ہونا چاہئے۔ اگر یہ کہو کہ یہ اصلاً علم نہیں تو پھر پہلا نتیجہ لازم آئے گا کہ تم واجب تعالیٰ کے وجود کے منکر ہو، جبکہ اوّل الدین معرفتہ، واجب الوجود کی معرفت اوّل دین ہے۔ اور اگر یہ کہیں کہ کیا تمہارا علم وجود واجب تعالیٰ کے مطابق ہے یا غیر مطابق، اور اگر کہو کہ وجود واجب کے مطابق ہے تو تم پر یہ بات لازم آئے گی کہ وجود واجب تعالیٰ پر بھی وہی کچھ جاری ہوگا جو کچھ صفات امکان وحدوث ونقائص میں سے تمہارے علم پر جاری ہوا ہے۔ اگر کہو کہ تمہارا علم وجود واجب تعالیٰ کے غیر مطابق ہے تو تمہارے اس قول کے خلاف ثابت ہوگا جو تم نے یہ کہا ہے کہ علم کو معلوم کے مطابق ہونا چاہئے۔ اگر کہو کہ یہ اصلاً علم ہی نہیں تو پھر وہی پہلا اشکال لازم آتا ہے کہ تم وجود واجب تعالیٰ کے منکر ہو کہ جس کی معرفت اوّل واجبات میں سے ہے۔ کیا تمہارا یہ علم وجود واجب تعالیٰ کے ساتھ مقترن ہے یا غیر مقترن ہے، اگر کہو کہ وجود واجب تعالیٰ کے ساتھ مقترن ہے تو یہ لازم آئے گا کہ تم یہ کہو کہ تمہارا علم حادث، علم قدیم کے ساتھ مقترن ہے حالانکہ اقتران، شواہد وحدوث میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بہت ہی ارفع واعلیٰ ہے۔ اگر یہ کہو کہ تمہارا علم وجود واجب تعالیٰ کے ساتھ غیر مقترن ہے تو جو کچھ تم نے کہا ہے کہ علم کو معلوم کے ساتھ مقترن ہونا چاہئے۔ اس کے خلاف ثابت ہوگا اور اگر کہو کہ یہ اصلاً علم ہی نہیں تو پھر وہی پہلا اشکال لازم آئے گا کہ تم اصلاً وجود واجب تعالیٰ کے منکر بنو۔ اگر یہ بھی کہیں کہ تمہارا علم وجود واجب الوجود پر واقع ہے یا غیر واقع ہے۔ اگر کہو کہ تمہارا علم ذات واجب الوجود پر واقع ہے تو یہ واضح البطلان ہے کیونکہ کوئی شے ذات واجب تعالیٰ پر واقع نہیں ہو سکتی۔ اگر کہو اس پر غیر واقع ہے تو تمہارے اس قول کے کہ علم کو معلوم پر واقع ہونا ضروری ہے، خلاف ثابت ہوگا اگر کہو کہ یہ اصلاً علم ہی نہیں تو پھر بھی وہی پہلا اشکال لازم آئے گا کہ وجود واجب تعالیٰ کے منکر ہو، اگر کہو کہ وجود واجب تعالیٰ جو اس کی عین ذات ہے، اس کا علم نہیں ہے بلکہ یہاں پر وجود حادث و فعلی کے قائل ہو جائیں اور اس کو اپنے علم کے متعلق قرار دیں تو ہم کہیں گے کہ اس صورت میں آپ

منکر واجب الوجود ہیں کیونکہ وجود حادث فعل و حادث ہے تمہاری طرح مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: أفی اللہ شک فاطر السمٰوٰتِ والارض۔ تمہارے اس کلام کا مرجع کہ تمہارا علم واعتقاد وجود فعلی وحادث پر ہے نہ کہ ذات حق پر، خدا کے بارے میں تمہارا یہ نظریہ من گھڑت ہے اور یہ حروف قابل فکر ہی نہیں بلکہ تمام ممکنات و ضروریات اور تمام مذاہب و ادیان و ملل بھی اس کے خلاف ہیں۔

شیخ احمد احسائی ۔ منکر رسالت محمدؐ

نیز تمہاری اس عقلی دلیل سے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بھی تمہارا علم باطل قرار پاتا ہے کیونکہ اگر یہ سوال کیا جائے کہ سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں تمہارا علم عین وجود ہے یا غیر وجود ہے۔ اگر کہو عینِ وجود ہے تو تمہارے لئے لازم آئے گا کہ اس بات کے قائل ہو کہ تمہارا علم صرف تمہاری ذات کے ساتھ قائم ہے لہٰذا تم پیغمبر آخرالزمان ہو، اوّل ما خلق اللہ نوری کے مصداق ہو، تمام ممکنات سے افضل ہو، جو جو چیزیں اور اوصاف آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود اقدس پر جاری ہوتی تھیں، ان کو تمہارے علم پر بھی جاری ہونا چاہیئے کیونکہ تمہارا علم ان کا عینِ وجود ہے۔ اگر کہو کہ اس کے وجود کے غیر ہے تو تمہارے اس نظریہ کے خلاف ثابت ہوگا کہ علم کو عینِ معلوم ہونا چاہیئے اور اگر کہو کہ یہ اصلاً علم ہی نہیں تو اس سے تمہارے لئے یہ بات لازم آئے گی کہ تم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود اقدس ہی کے منکر ہو جو اصولِ دین کی دوسری اصل ہے۔ پھر یہ بھی سوال کریں گے کہ کیا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کا علم تمہارے نزدیک آنحضرتؐ کے ساتھ مقترن ہے یا مقترن نہیں ہے۔ اگر کہو کہ وجود خاتم النبیینؐ کا علم تمہارے ساتھ مقترن ہے تو تمہارے بیان کی روشنی میں ہی تمہارا جھوٹ ثابت ہوتا ہے کیونکہ افتراق و اقتران کے جو معنی تم نے بیان کئے ہیں کہ وہ زمان کے اعتبار سے بھی مقترن ہو جو بالکل واضح ہے کہ یہاں پر باطل ہے۔ اگر کہو کہ غیر مقترن ہے تو تمہارے اس قول کے خلاف ثابت

ہوگا جو تم نے کہا ہے کہ علم کے لئے شرط ہے کہ وہ معلوم کے ساتھ مقترن ہو، اگر کہو کہ یہ اصلاً علم ہی نہیں ہے تو تمہارے بارے میں کہنا درست ہوگا کہ خاتم المرسلینؐ پر تمہارا ایمان ہی نہیں۔

شیخ احمد احسائی ـــ منکرِ محمدؐ و آلِ محمدؐ

اسی طرح تمہاری اس عقلی دلیل سے یہ بات بھی ثابت ہوجاتی ہے کہ تمہارا ایمان صرف خاتم المرسلینؐ پر ہی نہیں بلکہ ان کے اہلبیت علیہم السلام اور دوسری موجودات کے علم پر بھی نہیں۔

شیخ احمد احسائی ـــ منکرِ معاد

اور اسی دلیل کی روشنی میں یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ تمہارا روزِ قیامت پر بھی ایمان نہیں کیونکہ تمہاری تحقیق کے مطابق علم اس وقت تک علم نہیں کہلائے گا جب تک معلوم وجودی صورت میں موجود نہ ہو اور یہ شرط کہ علم معلوم کے ساتھ مقترن و واقع اور منطبق ہو۔ اگر یہاں پر یہ سوال کیا جائے کہ تمہارا روزِ قیامت کے بارے میں علم ہے یا علم نہیں ہے۔ اگر کہو کہ علم نہیں ہے تو پھر تم معاد کے منکر ہو جو اصولِ دین میں سے ایک اصول ہے۔ اگر کہو کہ علم ہے تو کہیں گے کہ روزِ قیامت کے بارے میں وجودِ معاد و قیامت سے پہلے تمہارا علم معلوم ہے یا وجود قیامت کے بعد قیامت کے بارے میں تمہارا علم واقع ہوگا۔ اگر کہو کہ وجود قیامت سے پہلے تمہارا علم طبق معلوم ہے تو تمہارے اس قول کے خلاف ہے کہ علم اس وقت تک علم نہیں کہلا سکتا جب تک وہ معلوم کے ساتھ متحقق نہ ہو اور معلوم واقع کے ساتھ مقترن نہ ہو کیونکہ وجود قیامت سے پہلے قیامت کیسے ممکن ہو سکتی ہے اور تمہارا علم معدوم کے ساتھ کس طرح مقترن ہو سکتا ہے۔ اگر کہو کہ قیامت کے بارے میں علم من الفعل بالقیامۃ۔ قیامت کے واقع ہونے کے بعد ہوگا تو مخبر صادق علیہ السلام کے فرمان

کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ مخبرِ صادق علیہ السلام یہ فرمائیں کہ قیامت آنے والی ہے اور تم کہو کہ جب تک قیامت وجودی صورت میں موجود نہ ہوگی۔ ہم اس پر ایمان نہیں لائیں گے اور نہیں اس کا علم حاصل نہیں ہوگا، کیونکہ تمہارے قول کے مطابق علم اس وقت علم کہلائے گا۔ جب معلوم وجودی صورت میں موجود ہو، اس سے مخبر صادقؑ کی تکذیب لازم آتی ہے۔ لہٰذا ان ادلہ عقلیہ کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوگئی کہ شیخ احمد احسائی کا خدا کے علم کے بارے میں یہ نظریہ باطل ہے۔ اور وہ ضروریاتِ دین اور معتقدات شیعہ کا منکر ہے۔

علم خدا کے بارے میں

جب حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقای السید عبداللہ شیرازی دام ظلہٗ مشہد مقدس سے سوال کیا گیا کہ (سوال) آیا علمِ خدا دو گونہ است، یکی علم حادث و یکی علم قدیم یا آیا علم خدا یکی بیشتر نیست ؟ یعنی کیا خدا کا علم دو طرح کا ہے۔ ایک علم حادث اور دوسرا علم قدیم یا خدا کا علم ایک قسم سے زیادہ نہیں ہے ؟ تو آپ نے تحریر فرمایا :

(جواب) "بلکہ علم خدا عین ذات او است و قدیم است نہ حادث۔ واللہ العالم۔ امضاء و مہر شریف۔" یعنی علمِ خدا عین ذات خدا ہے اور قدیم ہے نہ کہ حادث۔ حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقای السید محمد رضا گلپایگانی دام ظلہٗ قم المقدسہ نے اس سوال کا جواب اس طرح تحریر فرمایا : " علم خداوند متعال قدیم و عین ذات او است۔ واللہ العالم۔ امضاء و مہر شریف " یعنی خداوند متعال کا علم قدیم اور اس کی ذات کا عین ہے۔

اسی سوال کا جواب حضرت آیت اللہ السید صادق روحانی مدظلہٗ قم المقدسہ نے اس طرح تحریر فرمایا : " خداوند تعالیٰ علمش قدیم و حضوری نہ حصولی و این بحث طولانی دارد " یعنی خدائے تعالیٰ کا علم قدیم اور حضوری ہے۔ حصولی نہیں ہے اور یہ بحث بہت لمبی ہے۔ لہٰذا یہ بات واضح ہے کہ علماء سلف وخلف میں سے کوئی بھی علم خدا کے بارے میں شیخ احمد احسائی کے نظریہ کے موافق نہیں ہے۔

بسمه تعالی

بمحضر مبارک حضرت آیت الله العظمی مرجع جهان تشیع آقای السید محمدرضا گلپایگانی دام ظلکم العالی

(قم المقدسه جمهوری اسلامی ایران)

پس از تقدیم سلام لطفاً درباره نظریات و عقاید و مسائل فقهی و تاریخی ذیل نظر مبارک خود را مرقوم بفرمائید!

کسی که معاد را با صورت هورقلیائی می داند آیا چنین عقیده درست است؟

۵۵۱۲ بسم الله الرحمن الرحیم

ج - عقیده باطل است والله العالم

آیا علم خدا دو گونه است یکی علم حادث یکی علم قدیم یا اینکه علم خدا یکی بیشتر نیست؟

ج - علم خداوند متعال قدیم و عین ذات او است والله العالم

عدهٔ محمد و آل محمد علیهم السلام را علل اربعه موجودات عالم می دانند آیا چنین عقیده صحیح است؟

ج - [illegible]

ذوات آیات نعبد و ایاک نستعین اگر مخاطب محمد و آل محمد ع باشند نماز صحیح است

ج - نماز باطل و شرک است والله العالم

معاد جسمانی است یا روحانی؟

ج - معاد جسمانی است والله العالم ۲۱ شعبان ۱۴۰۲ ه   سائل محمد حسین [illegible]

باسمه تعالی

بمحضر مبارك حضرت آیت الله العظمی مرجع جهان تشیع آقای سید صادق روحانی مدظله العالی

پس از تقدیم سلام لطفا درباره نظریات وعقاید ومسائل فقهی زیر نظر مبارك خود را مرقوم بفرمائید -

— سعده ای محمد وآل محمد را علل اربعه موجودات عالم می دانند آیا چنین عقیده ه ،

صحیح است؟ بسمه جلت اسمائه البته امامان علت غائیه این عالمند نه علت موثر

— در «ایاك نعبد و ایاك نستعین» اگر مخاطب محمد وآل محمد علیهم السلام باشند

نماز صحیح است؟ بسمه جلت اسمائه صحیح نیست

— آیا علم خدا دوگونه است یکی علمی حادث و یکی علم قدیم یا آیا علم خدا یکی بیشتر نیست؟

بسمه جلت اسمائه خداوند تعالی علمش قدیم و حضوری نه حصولی است و این بحث طولانی دارد

— معاد جسمانی است یا روحانی؟ بسمه جلت اسمائه هر دو هست

— کسی که معاد را با صورت هورقلیائی می داند آیا چنین عقیده درست است؟

بسمه جلت اسمائه آنچه از اخبار اهل بیت علیهم السلام استفاده می‌گردد در معاد با همان بدن خواهد بود [illegible] [illegible] خواهد بود [illegible]

سائل — محمد حسین اکبر

بسم الله الرحمن الرحیم

بمحضر مبارک حضرت آیت ا ۱۰۰۰۰۰ لعظمی المجاهد المرجع حضرت آقای السیّد عبد الله الشیرازی مدّ ظلّه

پس از تقدیم سلام لطفا درباری نظریات وعقاید ومسائل فقهی زیر نظر مبارک خود را مرقوم بفرمائید :

آیا علم خدا دوگونه است یکی علم حادث و یکی علم قدیم یا آیا علم خدا یکی بیشتر نیست ؟

ج بلکه علم خدا عین ذات اوست و قدیم است نه حادث والله العالم

معاد جسمانی است یا روحانی ؟

ج بلکه ... جسمانی بودن معاد است ... الشیرازی

کسی که معاد را با صورت هورقلیائی می داند آیا چنین عقیده درست است ؟

ج معاد بصورت هورقلیا باطل است والله العالم ۱۰ رجب ۱۴۰۲ ... الشیرازی

عقیده ای محمد و آل محمد علیهم السلام را علل اربعه موجودات عالم می دانند آیا چنین عقیده صحیح است ؟

ج ... محمد و آل محمد علیهم السلام ... عالم ... این عالم است ... والله العالم ۱۰ رجب ۱۴۰۲ ... الشیرازی

در نماز اگر ، از ایاک نعبد وایاک نستعین ، مخاطب محمد و آل محمد باشند نماز صحیح است ؟

ج / ... باطل است ...

سائل ـ محمد حسین اکبر

علمِ خدا کے بارے میں شیعہ خیر البریّہ کا عقیدہ

بحار الانوار کی دوسری جلد میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حدیث اھلیجہ کے نام سے ایک حدیث ذکر کی گئی ہے۔ کتاب توحید مفضل کے آخر میں بھی اس حدیث کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

انما سمی علیما لانہ لا یجھل شیئًا من الاشیاء لا تخفی علیہ خافیۃ فی الارض ولا فی السماء علم ما یکون وما لا یکون وما لو کان کیف یکون ولم نصف علیمًا بمعنی غریزۃ یعلم بھا کما ان للخلق غریزۃ یعلمون بھا فھٰذا ما اراد من قولہ علیم فعز من جل عن الصفات ومن نزہ نفسہ عن افعال خلقہ فھٰذا ھو المعنی ولولا ذالک ما فصل بینہ وبین خلقہ فسبحانہ و تقدست اسماؤہ۔ یعنی خدا کو علیم اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کے نزدیک اشیاء میں سے کوئی شے بھی مخفی و مجہول نہیں ہے۔ زمین و آسمان کی کوئی شے اس سے پوشیدہ نہیں وہ جس کو پیدا کرنا چاہے اس کا بھی عالم ہے اور معدوم کا بھی عالم ہے جو وجود میں نہیں آئی اس کو بھی جانتا ہے جو وجود میں آئے گی تو کس طرح آئے گی۔ خدا کی توصیف اس طرح نہیں کریں گے کہ وہ اس طرح علیم ہے کہ عالم اشیاء ہونا صفت زائدہ ہے۔ جیسے مخلوق میں علم صفت زائدہ ہے۔ وہ بھی اسی طرح اشیاء کا عالم ہو، یہ صحیح نہیں ہے بلکہ اس کا علم اس کی عینِ ذات ہے اور خدا کی صفت علیم کا یہ معنی کیا گیا ہے کہ خداوند قدوس کی ذات ان اوصاف و صفات و افعال سے مبرّا و منزہ ہے جو اس کی مخلوق میں پائی جاتی ہیں اور خدا صفات جلال سے عزیز ہے، علیم سے مراد یہ ہے جو ذکر ہوا ہے۔ اگر یہ مراد نہ ہوتی تو مخلوق اور خالق کے درمیان کوئی شے ممیز اور تمیز دینے والی مشکل ہوتی۔

۲۔ میرزا جانی کاشانی فرقہ شیخیہ کی ایک شاخ فرقہ بابیہ کی تاریخ پر مشتمل اپنی کتاب نقطۃ الکاف طباعت باہتمام ایڈورڈ براؤن انگلستان مطبوعہ بریل لائیڈن، ہالینڈ، ۱۹۱۰ء کے مقدمہ کے صفحہ "یح" پر رقمطراز ہے: "غلاۃ تیز چندیں فرقہ بودند کہ در جزئیات باہم اختلاف داشتہ

اندولی بقول محمد ابن عبدالکریم شہرستانی در ملل و نحل طبع کورتون۔ صفحہ ۱۳۲-۱۳۳ معتقدات ایشان از این چہار طریقہ بیرون نبودہ است۔ تناسخ، تشبیہ یا حلول رجعت و بدا۔ شیخیہ یعنی پیروان شیخ احمد احسائی را جز این طریقہ اخیرہ باید محسوب نمود۔" کہ غالیوں کے بھی چند فرقے ہیں جو آپس میں جزئیاتی طور پر اختلاف رکھتے تھے۔ لیکن محمد ابن عبدالکریم شہرستانی نے اپنی کتاب ملل و نحل۔ کورٹون کے صفحہ ۱۳۲-۱۳۳ پر شیخ احمد احسائی کے اعتقادات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ اس کے عقاید چار نظریات پر مشتمل تھے عقیدۂ تناسخ، تشبیہ یا حلول، رجعت اور بداء اور شیخ احمد احسائی کے پیروکاروں کو اس آخری طریقہ میں سے شمار کیا جا سکتا ہے۔

عقیدہ بداء

خداوند قدوس کو کبھی کبھی بداء واقع ہوتا ہے یعنی خدا ایک مرتبہ ایک چیز کے بارے میں حکم فرماتا ہے اور پھر اس کو غلط قرار دے کر دوسرا حکم دے دیتا ہے مثلاً ایک شخص کو پہلے امام بنانے کا حکم دیا اور پھر یہ کہہ دیا کہ نہیں تو امام نہیں اور پھر دوسرے کو کہا کہ تو امام ہے۔ پہلے غلطی اور جہالت سے حکم دے دیا گیا تھا۔ ان کا یہ عقیدہ عقل و شرع کے عین مخالف ہے کیونکہ اگر یہ مصلحت سے جہالت کی بنیاد پر ہو تو یہ چیز ذاتِ خدا سے محال ہے کیونکہ علم خدا عین ذاتِ خدا ہے اور خدا کے بارے میں یہ خیال کرنا ناممکن اور محال ہے کہ خدا پر ایک وقت جہالت بھی غالب آ سکتی ہے، مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ خداوند قدوس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کر دو اور یہ حکم بھی واقعہ کے انجام و آخر سے جہالت کی بناء پر دیا گیا ہو تو یہ سراسر غلط نظریہ ہے بلکہ جہاں تک حکمِ خدا کا تعلق تھا وہ وہیں تک پورا ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امتحان کے لئے صرف اتنا ہی کافی تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قدرتِ ایمانی روح کی وسعت اور عزم بالجزم تمام پر روشن ہو جائے اور دوسرے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام

کو پیغمبر خدا جان کر ان کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہوں ۔ اس قسم کے نظریہ بدا کے بارے میں :

قال الصادق علیه السلام من زعم انّ الله عزّ و جل بداء فی شیءٍ ولم یعلمه امس فابرأ منه ۔ وقال الصادق علیه السلام من زعم ان الله بداء له فی شیءٍ بدا ندامة فهو عندنا کافر بالله العظیم (شرح باب حادی عشر صفحہ ۴۳)

یعنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا : جو کوئی اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ گمان کرے کہ اسے کسی شے میں بداء واقع ہوا ہے اور اس کو اس نے نہیں جانا تو میں اس سے بری الذمہ ہوں اور آپ ہی کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی یہ گمان کرے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی شے کے بارے میں بداء واقع ہوا ہے اور شرمندگی و ندامت کا بداء وہ ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کے بارے میں کافر ہے ۔ امامیہ خیر البریہ کا بداء کے بارے میں یہ عقیدہ نہیں ہے ۔

عقیدہ بداء عند الشیعہ

آیاتِ قرآنیہ اور اخبار معصومین علیہم السلام سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس دو لوحیں ہیں جن میں سے ایک کو لوح محفوظ کہتے ہیں جس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہو سکتی اور دوسری کو لوحِ محو و اثبات کہتے ہیں ۔ اس میں پہلے ایک شے لکھی جاتی ہے اور پھر کئی مصالح کے پیش نظر اس کو مٹا دیا جاتا ہے ۔ مثلاً لکھا گیا کہ اگر زید نے ان شرائط پر عمل کیا تو اس کی عمر پچاس سال ہوگی ، لیکن اگر اس نے ان شرائط کی پرواہ نہ کی تو پچاس سال کی بجائے چالیس سال عمر کر دی گئی اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انسان فاعل خود مختار ہے ۔ یا مثلاً صدقہ موت کو ٹال دیتا ہے ، مصائب کو دور کرتا ہے ، صلۂ رحمی عمر میں زیادتی کا باعث ہے ۔ قطع رحمی اور زنا وغیرہ جیسے گناہان کبیرہ عمر میں کمی کا باعث بنتے ہیں اور ہمیں اسی لئے تو دعا کرنے کا حکم دیا ہے ۔ اگر سب کچھ لکھا جا چکا ہے اور اس میں تبدیلی ناممکن ہے تو قال ربکم ادعونی استجب لکم (سورہ مومن آیت ۶۰) کہ تم دعا کرو میں قبول کروں گا کا خدائی فرمان کس لئے ۔ اور پھر دعا تو فضول ہو جائے گی ۔

عقیدۂ حلول

شیخ احمد احسائی کے عقائد باطلہ میں سے ایک عقیدہ حلول ہے۔ صوفیوں کے ایک گروہ کا بھی یہی عقیدہ ہے یعنی خدا جسم انسانی میں داخل ہو جاتا ہے حلول کر جاتا ہے اور پھر انسان کا ہر اچھا برا فعل فعلِ خدا ہو جاتا ہے، اس کی اچھائی برائی کا انسان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ عقیدہ حلول کو مذہب شیعہ خیر البریہ میں صفات سلبیہ خدا میں سے شمار کیا گیا ہے کیونکہ اگر خدا کسی انسانی بدن میں حلول کرتا ہے تو لامحالہ وہ اسی بدن میں محدود ہو جائے گا اور جو محدود ہو جائے وہ خدا نہیں ہو سکتا، لہٰذا یہ عقیدہ بھی عقل و شرع کی روشنی میں باطل عقیدہ ہے۔

عقیدۂ تناسخ

شیخ احمد احسائی کے عقائد باطلہ میں سے ہندوؤں کے نظریہ کے مطابق نظریۂ تناسخ ہے۔ تناسخ یعنی ابدان عنصریہ کے ختم ہو جانے کے بعد ارواح دوسرے اجسام میں منتقل ہو جاتی ہیں، یعنی شیخیوں کے عقیدہ کے مطابق جب ایک انسان مر جاتا ہے تو اس کی روح کسی دوسرے انسان یا حیوان میں داخل ہو جاتی ہے اور کردہ گناہوں کی سزا اسی جہان میں ہے۔ تناسخ کی کئی اقسام بیان کی گئی ہیں مثلاً ایک گروہ کا کہنا ہے کہ ایک انسان کی موت کے بعد اس کی روح دوسرے انسان میں منتقل ہو جاتی ہے مثلاً زید کی روح زید کی موت کے بعد کسی دوسرے زید کے بدن میں منتقل ہو جائے گی۔ اس قسم کو نسوخیہ کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ دوسرا نظریہ یہ ہے کہ انسان کی موت کے بعد روح انسانی حیوانات وحشرات الارض اور چوپایوں کے اجسام میں اس حساب سے منتقل ہوتی ہے کہ اگر ارواح نیک تھیں تو شریف قسم کے حیوانوں مثلاً گھوڑا، اونٹ وغیرہ میں منتقل ہوں گی اور اگر ارواح بد تھیں تو خنزیر و کتے وغیرہ کے بدن میں منتقل ہوں گی۔ بہادر و شجاع اشخاص کی ارواح شیر وغیرہ جیسے جانوروں میں منتقل ہونگی، اس قسم کو مسوخیہ کہتے ہیں۔ ایک تیسرے گروہ کا نظریہ ہے کہ موت کے بعد ارواح

انسان نباتات و اشجار، گھاس پھوس میں منتقل ہو جائیں گی، اس قسم کو فسوخیہ کہتے ہیں۔ ایک اور گروہ کے نظریہ کے مطابق ارواح انسان کی موت کے بعد جمادات، پتھروں وغیرہ میں منتقل ہو جاتی ہیں۔ اس قسم کو سوخیہ کہتے ہیں۔ ایک اور گروہ ان تمام اقسام کے خلاف اپنا نظریہ بیان کرتا ہے، وہ یہ کہ ارواح پستی سے بلندی کی طرف منتقل ہوتی ہیں مثلاً نباتات کی روح کیڑوں مکوڑوں میں، ان کی روح حیوانات میں، اور کم رتبہ حیوانات کی روح اعلیٰ مراتب کے حیوانات کے جسم میں اور اعلیٰ مراتب حیوانات کی روح انسانوں میں اور انسان کی موت کے بعد انسانی روح جسم ملکی میں۔ لیکن تناسخ کی یہ تمام اقسام باطل ہیں۔ اولاً اس طرح کہ یہ مسئلہ اجماعی اور ضروریاتِ دین میں سے ہے کہ خداوند قدوس اپنے بندوں کو مارنے کے بعد ان کی ارواح کو قبر میں سوال و جواب کی غرض سے دوبارہ اصلی اجسام میں واپس لوٹائے گا اور حساب و کتابِ قبر کے بعد یہ روح بدن مثالی میں منتقل ہو کر عالم برزخ میں چلی جائے گی جو قیام قیامت سے پہلے اور قبر میں حساب و کتاب کے بعد کا زمانہ ہے۔ اس زمانہ میں نیک لوگ نعماتِ خداوندی سے بہرہ ور ہونگے جبکہ بُرے لوگوں کو عذابِ الٰہی کا مزہ چکھنا ہوگا اور قیامت کبریٰ کے بعد خدا پھر انسانوں کو زندہ کر کے دنیا میں کئے جانے والے اعمال کا حساب و کتاب لے کر جزا و سزا دے گا۔ عقیدۂ تناسخ کے قائل حضرات حشر و نشر، معاد و قیامت کے منکر ہیں، اس لئے عقل و شرع کی روشنی میں عقیدہ تناسخ تمام صورتوں میں باطل ہے۔

تاریخ فلاسفہ اسلام تالیف مرتضیٰ چہاردہی میں شیخیوں کے بارے میں مرقوم ہے کہ شیخیوں کا کہنا ہے کہ بارہویں امام علیہ السلام کی روح قابلِ انتقال ہے اور یہ ممکن ہے روحِ امامؑ ایک شخص کے بدن میں منتقل ہو اور پھر اس کے بدن سے نکل کر دوسرے شخص کے بدن میں منتقل ہو۔ اس کے علاوہ یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ قرآن مجید کا کچھ حصہ جبرائیل نے اپنی طرف سے شامل کیا ہے۔

گلرزہر یہودی مستشرق اپنی کتاب "عقیدہ و شریعت در اسلام" میں شیخیوں کے بارے میں اس طرح رقمطراز ہے: "انیسویں صدی کے آغاز میں بارہ امامی شیعوں میں سے ایک اور فرقہ بنام

فرقہ "شیخیہ" وجود میں آیا۔ اس کے بعد بیان کرتا ہے کہ ان کے عقیدہ کے مطابق صفاتِ خدا مختلف اشخاص اور اجساد میں حلول کر جاتی ہیں۔ اور اس کے بعد کہتا ہے۔ یہ گروہ غالیوں کے زمرہ میں شامل ہوتا ہے۔ (ترجمۃ العقیدۃ والشریعۃ فی الاسلام طبع مصر صفحہ ۲۴۱)

حضرت علیؑ بصورت مروان بن الحکم

شیخ احمد احسائی اپنی کتاب شرح زیارت جامعہ کے صفحہ ۳۶۱ پر لکھتا ہے: انہ ظھر فی صورۃ قبیحۃ انما ھی صورۃ مروان ابن الحکم للاتفاق علی ان طلحۃ انما رماہ بالنبلۃ مروان ابن الحکم ولما کان طلحۃ قد حضرۃ الموت وعاین الملئکۃ کشف عنہ غطاؤہ فبصرہ حینئذٍ حدید فشاھد الحقیقہ ان الذی رماہ ھو علی علیہ السلام فی صورۃ مروان ابن الحکم۔ یعنی حضرت علی علیہ السلام (نعوذ باللہ) جنگ جمل میں ایک قبیح صورت میں ظاہر ہوئے جو مروان ابن حکم ملعون کی صورت تھی، کیونکہ تمام مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ طلحہ کو مروان ابن حکم نے جنگ جمل میں قتل کیا تھا جو تیر لگنے سے ہلاک ہوا تھا۔ جب طلحہ کا آخری وقت قریب آیا تو اس نے فرشتوں کو دیکھا۔ اس کے سامنے سے پردہ اٹھ گیا، اس کی نظریں تیز ہوئیں اور حقیقتِ حال کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ اس کو تیر مارنے والے حضرت علیؑ تھے جو مروان بن حکم کی صورت میں ظاہر ہوئے تھے (نعوذ باللہ)

شیخ احمد احسائی عدل کو اصولِ دین میں شمار نہیں کرتا

حاجی میرزا جانی کاشانی اپنی تالیف نقطۃ الکاف کے سابقہ صفحہ پر ہی شیخیوں کے مزید عقاید کو اس طرح بیان کرتا ہے:۔

"فرقہ بابیہ اسی فرقہ شیخیہ کی ایک شاخ ہے اور فرقہ شیخیہ کے عقاید کچھ یہ ہیں:-

۱- بارہ امام یعنی حضرت علی علیہ السلام اور ان کے گیارہ بیٹے مظاہر الٰہی اور خدائی صفات و نعوت کے حامل ہیں۔

۲- امام زمانہ علیہ السلام کے زمانہ غیبت میں عوام الناس کی مشکلات کو رفع کرنے کے لئے کسی ایسے شخص کا ہونا اشد ضروری ہے جو امام زمانہ علیہ السلام اور مومنین کے درمیان بلا واسطہ امام علیہ السلام کے ساتھ رابطہ رکھے ہوئے ہو اور فیوضات امامؑ سے لوگوں کو بہرہ ور کرے۔ شیخیوں کی اصطلاح میں اس اصطلاح و نظریہ کو رکن رابع اور اس شخص رابط کو شیعہ کامل کہتے ہیں۔

۳- شیخ احمد احسائی معاد جسمانی کا قائل نہیں ہے بلکہ اس کا کہنا ہے کہ بدن عنصری کے فنا ہوتے کے بعد صرف جسم لطیف باقی رہے گا جس کو اسکی اصطلاح میں ھور قلیائی کہتے ہیں۔"

لہٰذا شیخی اصول دین میں سے صرف چار اصولوں کے قائل ہیں۔ توحیدؑ، نبوتؑ، امامتؑ، اعتقاد بہ شیعہ کامل۔ جبکہ مشہور و معروف گروہ شیعہ خیر البریہ پانچ اصول دین کا قائل ہے:- توحیدؑ، عدلؑ، نبوتؑ، امامتؑ، قیامتؑ۔ لہٰذا حاجی میرزا کاشانی جو فرقہ شیخیہ کی ایک شاخ فرقہ بابیہ کا مبلغ و مصنف ہے اس نے واضح کر دیا ہے کہ شیخ احمد احسائی نہ تو عدلِ خدا کا قائل ہے اور نہ ہی معاد پر اس کا ایمان ہے۔ اور مسلمانوں میں جو معاد کا منکر ہو اس کے بارے میں حکم واضح طور پر موجود ہے جس سے ہر شخص آگاہ ہے۔ شیعہ اثنا عشریہ بالخصوص عدلِ خدا کے قائل ہیں۔

عقیدہ رکن رابع

شیخ احمد احسائی کے عقائد باطلہ میں سے ایک باطل عقیدہ یہ ہے کہ جب سے حضرت امام زمانہ علیہ السلام نے غیبت کبریٰ اختیار فرمائی ہے اور آخری زمانہ میں اس وقت ظہور فرمائیں گے جب پوری دنیا ظلم و ستم سے بھر چکی ہوگی اور آپؑ اس دنیا کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دیں

گے جس طرح وہ ظلم وستم سے بھر چکی ہوگی، جبکہ مومنین تو ہر وقت ہدایت کے محتاج ہیں، لہٰذا خداوند قدوس کو اپنی رحمتِ کاملہ سے ان کی مشکلات کو رفع کرنا چاہئے اور امام غائب علیہ السلام کو مومنین کی دسترس میں دینا چاہئے۔ لہٰذا اس مقدمہ کی روشنی میں شیخ نے یہ عقیدہ گھڑا ہے کہ ہر زمانہ میں مومنین میں سے کسی نہ کسی ایسے شخص کا ہونا لازمی ہے جو امام زمانہ علیہ السلام کے ساتھ بلاواسطہ رابطہ رکھتا ہو اور وہ شخص امام علیہ السلام اور عوام الناس کے درمیان واسطہ ہو۔ اس شخص کو شیخ احسائی کی اصطلاح میں "کامل شیعہ" اور اس عقیدہ کو اس کے پیروکار اور شیخ صاحب "رکن رابع" سے تعبیر کرتے ہیں اور شیخ احمد احسائی اپنے آپ کو ایسا ہی واسطہ خیال کیا کرتا تھا، حالانکہ مذہب شیعہ اثنا عشریہ کے مسلمات میں سے ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام انتہائی مشکل اوقات میں مومنین کی مدد کو پہنچتے ہیں اور ان کی مشکلات امام زمانہ علیہ السلام کے صدقے حل ہو رہی ہیں، لیکن مذہب شیعہ خیر البریہ میں "رکن رابع" نامی نظریہ کا کوئی وجود نہیں، البتہ امام زمانہ علیہ السلام کے فرمان کے مطابق ان کی نیابت عامہ کا زمانہ ہے اور ان کے فرمان کی روشنی میں مجتہد اعظم ولی فقیہ کی تقلید کرنا واجب ہے جس کی شرائط تمام فقہ جعفری کی کتب میں موجود ہیں لہٰذا نیابت عامہ کے فرمان کی روشنی میں مراجع عظام دام عزہم اس دین اسلام اور میراثِ انبیاءؑ کی حفاظت و ترویج کا فریضہ انجام دے رہے ہیں اور دیتے رہیں گے۔

ہفت روزہ رضاکار، لاہور کے ایڈیٹر جناب شیخ محمد صدیق۔ بی اے نے شہید رابع حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقای السید محمد باقر الصدر اعلی اللہ مقامہ سے رکن رابع کے بارے میں اس طرح سوال کیا تھا جس کا آپ نے جواب تحریر فرمایا :۔

سوال : ۔ فرقہ شیخیہ کی کیا حیثیت ہے اور علماء شیعہ کے نزدیک یہ فرقہ گمراہ ہے یا نہیں ؟ فرقہ شیخیہ کا بانی شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی خارج از اسلام ہیں یا خارج از مذہب شیعہ ہیں؟ فرقہ شیخیہ کا سربراہ عبدالرضا ابراہیمی علماء کی نظر میں کیا حیثیت رکھتا ہے، اور علمائے شیعہ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں ؟ کرمان جو فرقہ شیخیہ کا مرکز ہے آیا مراکز دینیہ مثلاً کربلائے معلیٰ،

شہید اسلام آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد باقر الصدر اعلی اللہ مقامہ کا فرمان ذیشان

حضرة آية الله العظمى آقاى السيد محمد باقر الصدر مد ظله

سائل شیخ محمد صدیق ... لاهور پاکستان

فرقه شیخیه چه مذهب دارد؟ آیا نزد علماء شیعیان فرقه ... فرقه ضاله است یا نه ؟

بانی فرقه شیخیه شیخ احمد احسائی و سید کاظم رشتی طرح از اسلام خارج اند یا مذهب شیعه هستند

مصنوعات فرقه شیخیه بعنوان ... در مطرح ... و ... علماء شیعه در باره این گروه چه میباشد

فرمایند که مومن ... شیخیه هست مثل ... کربلا ... محمد اشرف و قم است یا نه ؟

در مذهب شیعه (اثنا عشری) رکن رابع چه موقعیت دارد ؟

بسم الله الرحمن الرحيم

ان فكرة الركن الرابع فكرة ضالة منحرفة والمذهب الامامي الاثني عشري بريء منها فهو لا يعترف في ايام الغيبة الكبرى الا بالامام الثاني عشر الغائب عجل الله فرجه وبالنائب العام له وهو كل مجتهد مطلق عادل ولا يجوز ادعاء اي وسيط خاص أو ممثل مخصوص للامام والرجل المدعو بكريم خان واتباعه لهم معتقدات باطلة يردها اجماع الفرقة المحقة والمتواتر من احاديثها ورواياتها وفي جملة من كتب السيد كاظم الرشتي آراء وخرافات ما انزل الله بها من سلطان خصوصاً كتابه في شرح القصيدة وللشيخ الاحسائي مدعيات غريبة وتأويلات للنصوص الدينية والمفاهيم القرآنية والاسلامية مبنية على الحدس والتخمين أو ادعاء مقام لم يثبت له ونحن ننصح اخواننا المؤمنين عموماً بالتمسك بما إتفقت عليه الفرقة المحقة من عقائد ومواقف وترك مظان الاختلاف والشبهات قال رسول الله صلى الله عليه وآله أمرٌ بيّن لك رشده فاتبعه وامرٌ بيّنٌ لك غيه فاجتنبه وامر اختلف فيه فردّه الى الله والله سبحانه ولي التوفيق

محمد باقر الصدر

٥ شعبان ١٣٩٦

نجف اشرف اور قم کی مانند ہے یا نہیں ؟ مذہب شیعہ اثنا عشریہ میں نظریہ "رکن رابع" کی کیا حیثیت ہے ؟

جواب (ترجمہ) رکن رابع کا نظریہ مبنی بر ضلالت ہے اور راہِ راست سے منحرف ہوا نظریہ ہے۔ مذہب امامیہ اثنا عشریہ اس سے بیزار ہے کیونکہ مذہب امامیہ غیبتِ کبریٰ کے زمانہ میں صرف بارہویں امامِ غائب عجل اللہ فرجہ الشریف کی امامت اور (عمومی حکم نامہ کے ذریعے) ہر نائب عام امام زمان جس سے مراد ہر وہ مجتہد مطلق ہے جو عادل ہو، کی تقلید و اطاعت پر ایمان رکھتے ہیں لہٰذا کسی خصوصی نامزدگی یا خصوصی حکم نامہ کے تحت کسی نامزد نائب اور واسطہ یا کسی مخصوص نمائندہ کا دعویٰ کو ناجائز نہیں ہے (جیسا کہ شیخیوں کا دعویٰ اس طرح ہے) اور کریم خان نامی شخص اور اس کے تابعدار لوگ ایسے ہی عقائدِ باطلہ کے مالک ہیں کہ جن کو فرقۂ حق شیعہ اثنا عشریہ اپنے اجماع اور احادیث متواترہ سے باطل قرار دیتا ہے۔ سید کاظم رشتی کی تمام کتابوں میں بالخصوص شرح قصیدہ میں ایسے خرافات اور نظریات تحریر کئے گئے ہیں کہ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی دلیل نازل نہیں ہوئی اور شیخ احمد احسائی نے بھی عجیب و غریب دعوے کئے ہیں اور تصریحات دینیہ اور مفاہیم قرآنیہ اسلامیہ میں ایسی تاویلیں کی ہیں کہ جو من گھڑت نظریات اور وہم و گمان پر مبنی ہیں یا ایسے مرتبہ پر فائز ہونے کے دعوے کئے ہیں جو اس شخص کو حاصل نہیں ہیں۔ ہم مومنین بھائیوں کو یہی نصیحت کرتے ہیں کہ وہ ان عقائدِ حقہ سے تمسک رکھیں کہ جو مذہب حقہ میں متفقہ طور پر ثابت ہیں اور ان خیالات کو چھوڑ دیں جو اختلافات و شبہات کی آماجگاہ ہیں کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس امر کی ہدایت تیرے لئے واضح ہو، اس کی اتباع کرو اور جس امر کی گمراہی تیرے سامنے عیاں ہو، اس سے اجتناب کرو اور جس امر میں اختلاف ہو اس کو اپنے خدا پر چھوڑ دو، اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک اور ہر توفیق کا مالک ہے۔

۲۴ شعبان ۱۳۹۵ھ دستخط و مہر۔ سید محمد باقر الصدر

شیخ احمد احسائی کا معاد کے بارے میں عقیدۂ باطلہ

شیخ احمد احسائی معاد جسمانی کا قائل نہیں ہے بلکہ اس کے نظریئے کے مطابق معاد روحانی اور ہورقلیائی کی مانند ہے یعنی جسم عنصری کے منحل و ختم ہونے کے بعد جو چیز باقی رہ جاتی ہے وہ صرف ایک قسم کا جسم لطیف ہے یا دوسرے لفظوں میں ہورقلیائی یعنی ایک شیشے کی مانند عنصر ہے جو کسی پتھر میں موجود ہو جبکہ فلاسفروں کے نزدیک یہ بات مسلّم ہے کہ اصالۃ الوجود اور اصالۃ الماہیت یکجا جمع نہیں ہو سکتے۔ (شرح الزیارۃ صفحہ ۳۶۵ تالیف شیخ احمد احسائی)

مشہور و معروف فلسفی صاحب منظومہ حکیم ملّا ہادی سبزواری مرحوم نے اپنی کتاب شرح منظومہ کے صفحہ ۵ مطبوعہ تہران ۱۲۹۷ھ کی بحث اصالۃ الوجود میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ احمد احسائی کے علاوہ کسی نے بھی اصالۃ الوجود اور اصالۃ الماہیت کو یکجا خیال نہیں کیا ہے۔ شیخ کا یہ عقیدہ بھی اصول مذہب شیعہ خیر البریہؑ کے بالکل خلاف ہے جب حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقای السیّد محمد رضا گلپایگانی مدظلہٗ قم سے سوال کیا گیا کہ " معاد جسمانی است یا روحانی " (سائل محمد حسین اکبر) تو آپ نے تحریر فرمایا کہ " معاد جسمانی ہے "۔

حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقای السیّد عبداللہ شیرازی مدظلہٗ مشہد مقدس سے یہ سوال کیا گیا کہ " کسی کہ معاد را با صورت ہورقلیائی می داند آیا چنین عقیدہ درست است ؟ " کہ اگر کوئی معاد کو ہورقلیائی کی صورت میں جانے تو کیا یہ عقیدہ درست ہے ؟ تو آپ نے فرمایا:

" معاد بصورت مزبور باطل است "۔ واللہ العالم - ۱۰ رجب ۱۴۰۳ھ - مہر و دستخط۔

یعنی مذکورہ صورت میں معاد باطل ہے۔

آقای گلپائیگانی مدظلہٗ نے تحریر فرمایا: " عقیدہ باطل است " یعنی یہ عقیدہ باطل ہے۔ معاد جسمانی ہے نہ کہ روحانی۔

اس سوال کے جواب میں آقای السیّد عبداللہ شیرازی مدظلہٗ نے تحریر فرمایا: " مستفاد از ادلہ

قطعیہ جسمانی بودن معاد است نہ روحانی محض" (مہر و دستخط) یعنی ادلہ قطعیہ سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ معاد جسمانی ہے روحانی محض نہیں ہے"۔

آیت اللہ العظمیٰ آقای السید صادق روحانی مدظلہ نے پہلے اس سوال کے بارے میں تحریر فرمایا کہ " اخبار اہلبیت علیہم السلام سے جو استفادہ کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ معاد اسی بدن ممکن کے ساتھ ہوگا۔ اس کا جو بھی نام رکھ لو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور معاد جسمانی ہوگا۔ تو یہ بات ثابت ہو گئی کہ جس طرح شیخ احمد احسائی نے معاد کو خیال کیا ہے، یہ علماء متقدمین و متاخرین و موجودین کے نزدیک درست نہیں ہے۔ عکس فتاویٰ صفحہ ۲۳ پہ ملاحظہ فرمائیں۔

اس طرح بدن مثالی اور عالم ہورقلیائی روح کی بحث کے ذیل میں میر سید احمد روضاتی کتاب کبریٰ منطق پر حاشیہ لکھتے ہوئے کتاب فوائد منطقی کے صفحہ ۳۵ مطبوعہ قم طبع دوم میں تحریر فرماتے ہیں " و در این اواخر شیخ احمد احسائی رئیس فرقہ شیخیہ و بابیہ و بہائیہ کہ ہمہ کافر و نجس و از اسلام خارج اند ببدن مثالی منفصل از بدن طبیعی قائل شدہ است" یعنی اس زمانہ میں فرقہ شیخیہ و بابیہ اور بہائیہ کے رئیس و سردار شیخ احمد احسائی جو تمام کافر، نجس اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، اس بات کا قائل ہوا ہے کہ بدن مثالی بدن طبیعی سے منفصل اور جدا ہے"۔

شیخ احمد احسائی اور اسلام پر ضرب کاری

فتح علی شاہ قاچاری کے زمانہ میں روس نے ایران کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ فتح علی شاہ قاچاری نے اپنی سستی، کاہلی اور نااہلی کی وجہ سے دفاع اور مقابلہ کرنے سے انکار کر دیا شہر کے علماء حق میں سرکردہ شخصیت، عتبات کے رہنے والے حضرت آیت اللہ سید محمد مجاہد قدس سرہ تھے۔ ان علماء نے لوگوں کو روس کے خلاف جنگ کرنے کے لئے منظم کرنا شروع کر دیا۔ ایرانی لوگوں نے حضرت آیت اللہ سید محمد مجاہد قدس سرہ کی عجیب و غریب انداز میں حمایت کی۔ لوگوں نے آپ کے کہنے پر صرف روسیوں کے خلاف جنگ کرنے کو ہی قبول نہ کیا بلکہ آپ کے ایسے عقیدت مند ہو گئے کہ

بنا بر نقل سیّد نے ایک حوض سے وضو کیا۔ لوگ اس حوض کے پانی کو تبرک سمجھ کر تمام پانی فوراً لے گئے اور حوض منٹوں میں خالی ہوگیا اور وہ لوگ اس سیڑھی کی زیارت کیا کرتے تھے جس پہ سید قدم رکھ کر کجاوے پر سوار ہوئے تھے، ان حرکات نے فتح علی شاہ کو جنگ کرنے پہ مجبور کر دیا، لیکن اس نے دکھاوے کے لئے جنگ شروع کر دی، حقیقتاً وہ جنگ کر کے اپنے آقاؤں کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا، یہی وجہ ہے دورانِ جنگ فتح علی شاہ کا بیٹا عباس میرزا اور دوسرے کئی فوجی سردار فرار کر گئے اور ایران کو شکست فاش ہوئی، دشمن نے شاہ کو ریاست کی خوشخبری دی اور اس کو جنگ ترک کرنے پر آمادہ کر لیا۔

اسی دوران شیخ احمد احسائی کی استعماریوں کے حق میں وفاداری عملی طور ثابت ہوچکی تھی اور اس نے عقیدہ تحجّر کا پرچار کر رکھا تھا یعنی علماء اور روحانیوں کو سیاست اور امور مملکت میں دخل اندازی نہیں کرنا چاہئے۔ حکمران کے جائز و ناجائز ہر حکم کو بلا چون وچرا تسلیم کر لینا چاہئے۔ فتح علی شاہ نے جب دیکھا کہ شیخ احمد احسائی میرے نظریئے کا حامی ہے لہٰذا اس کو بصرہ عراق سے بڑی شان و شوکت سے ایران بلایا اور اس کا خصوصی وظیفہ مقرر کیا۔ اس وظیفہ کے بدلے کے طور پر شیخ نے ایسے علماء کے قتلِ عام کا فتویٰ دیا جو امور مملکت اور سیاسی معاملات میں دخل اندازی کرتے تھے۔ لہٰذا اس کے فتوے کے مطابق کئی علمائے حقّہ کو تہ تیغ کر دیا گیا اور اس طرح شیخ نے اپنے آقاؤں کو کامیابی کی نوید دی۔ اس کارنامے کے بدلے میں فتح علی شاہ نے اس کے باطل نظریات کا حکومتی سطح پر پرچار کیا اور اس طرح اس کے فاسد خیالات و مضل عقائد ایران میں پھیلے اور لوگوں کی گمراہی کا باعث بنے۔

شیخ احمد احسائی اور کربلا میں قتل و غارت و لوٹ مار

اسلامی پارلیمنٹ ایران کے سپیکر عقل انقلاب اسلامی ایران حجت الاسلام والمسلمین حضرت آقا علی اکبر ہاشمی رفسنجانی مدظلہ العالی اپنی تالیف لطیف "امیر کبیر یا قہرمان مبارزہ با استعمار"

میں استعماریوں کی ناپاک سازشوں کا پردہ چاک کرتے ہوئے انیسویں صدی میں اسلام کے خلاف کی جانے والی خفیہ کاروائیوں کے تذکرے کے ذیل میں شیخ احمد احسائی کی سازش سے کربلائے معلیٰ کی تباہی و بربادی کو کتاب مذکور کے صفحہ ۲۰۷ پر تحریر فرماتے ہیں :-

"شیخ احمد احسائی خدا جانے کون شخص تھا، کسی کو کوئی علم نہیں، کہاں سے آیا اور کہاں چلا گیا، یہ شخص اچانک حوزہ علمیہ نجف اشرف میں ظاہر ہوا، چند دن پڑھنے کے بعد سیر و سیاحت پر نکل کھڑا ہوا، خلیج فارس کے مکین شیوخ اور اطراف ایران کی مختلف جگہوں کی سیر و سیاحت کرنے کے کئی سال بعد واپس نجف اشرف لوٹ آیا۔ وہاں پر چند ایک شاگردوں کو اپنے گرد جمع کر لیا اور روحانیت کے بلند و بالا مقامات پر فائز ہونے کا دعویٰ کرنے لگا اور بسا اوقات تو اپنے آپ کو آئمہ علیہم السلام اور پیغمبران خدا سے بھی بلند مرتبہ ظاہر کرنے لگا۔ حوزہ علمیہ نجف اشرف میں اختلافات کو ہوا دی، علماء نجف نے اس پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ پھر اس نے زیارت جامعہ پر شرح لکھی اور اس کتاب شرح الزیارت میں خلفائے راشدین کو واشگاف الفاظ میں برا بھلا کہا جس کی وجہ سے حاکم بغداد " داؤد پاشا " کو موقع ملا " جو وہابی نظریات کا حامل تھا " اس نے " شیخ احمد احسائی کی اس حرکت کا بدلہ لینے کے لئے " ایک بہت بڑا لشکر کربلا روانہ کیا اور اس توہین خلفاء کے بدلے کے طور پر گیارہ ماہ تک کربلا کا محاصرہ جاری رکھا، کئی ہزار مومنین و مومنات کو شہید کیا، حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت عباس علیہ السلام کے حرموں کو تاراج کیا اور تمام نذروات کی رقوم کو لوٹ لیا اور اس طرح استعمار کے منصوبوں کو عملی جامہ پہنا کر شیعہ اور سنی جنگ کو ہوا دی۔ استعماری اس کارنامے پر بہت خوش ہوئے۔ اس کے اس اقدام سے شیعوں اور سنیوں کے سینوں میں تعصب کے بیج بوئے گئے۔

یہ بات بھی یاد رہے کہ جب کربلا میں عثمانی حاکم کا لشکر قتل و غارت اور لوٹ مار میں مشغول تھا، اس وقت صرف سید کاظم رشتی اور اس کے ہمسائیوں کے گھر امان خانے تھے، جو بھی ان کے گھروں میں پناہ گزین ہوتا تھا، محفوظ تھا۔" (کتاب ہدایت الطالبین، مولفہ خان محمد کریم خان)

آخر کیا خصوصیت تھی ان دو گھروں کو جو حرم امام حسین علیہ السلام و حرم حضرت عباس ع میں نہ تھی ؟

(هاشمی رفسنجانی کی کتاب امیرکبیر کا صفحه نمبر ۲۰۷)

شیخ احمد احسائی:

شخصی که نه معلوم است از کجا آمده و نه کسی میداند که بکجا رفته است، این مرد یکدفعه، در حوزه علمیه نجف سبز شد، و پس از کمی تحصیل به گشت و گزار پرداخت و پس از سالها سیاحت، در اطراف ایران و شیخ نشینهای خلیج فارس، به نجف برگشت و در آنجا عده‌ای شاگرد به دور خودش جمع کرد و با ادعای رابطه با مقامات عالیه روحانی و ادعاهای بسیار بزرگ که خودش را از ائمه و پیمبران هم گاهی بالا تر میبرد، اختلافی در حوزه نجف بوجود آورد، علمای نجف او را تکفیر کردند، سپس شرحی بر زیارت جامعه نوشت و در آن کتاب «شرح الزیارة» خلفاء راشدین را سخت مورد توهین و تحقیر قرار داد، و با این عمل بهانه‌ای به دست «داود پاشا» حاکم بغداد داده، داودپاشا لشکر خونخواری به کربلا فرستاد و بخاطر همان توهین‌ها یازده ماه کربلا را بمحاصره کشید و عده‌ی زیادی را کشت. به حرمهای مطهر امام حسین و ابوالفضل(ع) آسیب وارد کرد، و بدین ترتیب جنگ داخلی میان شیعه و سنّی، همان چیزی که استعمارگران به آن عشق میورزند عداوتها و کینه‌ها را بار دیگر برای مدتی مشتعل کرد. خوانندگان محترم میتوانند برای اطلاع بیشتر از وضع این مرد مرموز به کتاب «شیخ احمد احسائی» نوشته‌ی آقای مرتضی مدرسی چهاردهی مراجعه نمایند.

غائله‌ی این مرد مرموز با فراری شدن و یا مرگ او خاتمه پیدا نمیکند، بلکه تازه بهره‌برداری استعمارگران شروع میشود، زیرا او در نجف عده‌ای را بنام شاگرد بدور خودش جمع کرده و آنها را برای انجام اهداف شوم استعمارگران کاملا مهیا نموده بود. **بهائیگری و شیخیگری** و چندین رشته بدعت و انحراف دیگر که نضج گرفت و در همان نطفه خفه شد، از آثار وجود شوم همین عنصر مرموز و خطرناک است.

جب کربلا تباہ و برباد ہو گیا، حرم امام حسین علیہ السلام اور حضرت عباس علیہ السلام کی توہین ہو گئی تو کربلا میں شیخ احمد احسائی کی ڈیوٹی پوری ہو گئی لہٰذا وہاں سے خفیہ طور پر نکل آیا۔

شیخ احمد احسائی کے خرافات

شیخ احمد احسائی کے حالات زندگی میں یہ بات واضح طور پر بیان کی گئی ہے کہ شیخ احمد احسائی کا پورا خاندان صحراء و بیابان نشین اور کٹر سنی العقیدہ تھا۔ خود شیخ نے بھی بعد میں اعلانِ شیعیت کیا تھا، حالانکہ اس کا شیعہ ہونا بھی مشکل نظر آتا ہے۔ یہ بات بھی معلوم ہے کہ شیخ کی اکثر و بیشتر آمد و رفت اس زمانہ کے مختلف العقیدہ حکمرانوں کے ایوانوں میں رہی ہے، حالانکہ اس زمانہ میں شیعہ علماء بالخصوص حتی الامکان شاہانِ وقت کے درباروں میں حاضر ہونا انتہائی ناپسند فرماتے تھے، خدا جانے اس کو ان شاہانِ وقت سے ملنے کی کیا غرض تھی جبکہ کوئی بھی حکمران اس کے کہنے پر ظلم سے باز نہیں آیا، یقیناً اس نے ان کو اپنے عقیدۂ تحجر کے مطابق ظلم و ستم سے روکا ہی نہ ہو گا۔ شیخ کے حالاتِ زندگی جو اس کے فرزند اور دوسرے پیروکاروں نے جمع کئے ہیں، ان میں اس کی نوّے سالہ زندگی کے ہر دن کے بارے میں کارنامے تحریر کئے ہیں لیکن ۱۱۸۶ھ سے ۱۲۱۲ھ تک کے چھبّیس سالہ دورِ زندگی کے بارے میں سب خاموش ہیں، بس اتنا کہتے ہیں کہ بیس سال کی عمر میں اس نے گھر سے بحرین کی طرف ہجرت کی تھی۔ خدا جانے کہاں رہا۔ اگر اس کی زندگی کے اس حصے کی تفصیلات معلوم ہو جائیں تو تمام حقائق مزید روشن ہو جاتے۔ ہو سکتا ہے کہ جو کارنامے اس نے بعد میں انجام دیئے، ان چند سالوں میں ان کارناموں کے پروگراموں کے بارے میں استعمار سے ہدایات حاصل کرتا رہا ہو۔ ورنہ ایک شہرت یافتہ شیعہ عالمِ دین جس نے کچھتر

سال تحصیلِ علم پر صرف کئے ہوں، ایسے خرافات ہرگز ہرگز کہنے کو ہرگز تیار نہیں ہو سکتا جو اس نے بیان کئے ہیں۔ اس کے تمام خرافات و نظریات افرادِ شیعہ کو عمل سے دور کرنے پر منتج ہوتے ہیں۔

کیا آئمہ علیہم السّلام عللِ اربعہ موجوداتِ عالم ہیں؟

شیخ احمد احسائی اور اس کے پیروکاروں کے نزدیک محمدؐ و آلِ محمدؐ عللِ اربعہ موجوداتِ عالم ہیں جیسا کہ شرح الزیارت مولفہ شیخ احمد احسائی صفحہ ۸ سے اس بیان کو شروع کرتا ہے، جس کا خلاصہ یہ بنتا ہے کہ :-

۱- تمام مخلوقات کی علل شعاعِ انوارِ آئمہ ہیں۔

۲- خدا نے مخلوق کو پیدا کرنے میں آئمہ علیہم السلام کی مدد حاصل کی (گویا خدا محتاج ہے)۔

۳- خدا اور آئمہ علیہم السلام کے درمیان سوائے بندگی کے اور کوئی فرق نہیں ہے۔

۴- خدا وجودِ محمدؐ و آلِ محمدؐ میں حلول کئے ہوئے ہے اور یہی جلوہ و ظہورِ خداوند قدوس ہیں۔

۵- حضرت علی علیہ السلام تمام موجوداتِ عالم کی علّتِ صوری اور محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم علّتِ مادی ہیں۔ حالانکہ علمائے حقہ شیعہ خیر البریہّ کے عقیدے کے مطابق جو قرآن و احادیث سے ثابت ہے محمدؐ و آلِ محمدؐ اس عالم کے لئے علّتِ غائی ہیں نہ کہ علّتِ صوری و فاعلی وغیرہ۔

جب حضرت آیت اللہ العظمٰے آقای السیّد عبداللہ شیرازی مدظلہ العالی مشہد مقدس سے سوال کیا گیا کہ : "عدہ ای محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم السلام را عللِ اربعہ موجوداتِ عالم می دانند آیا چنین عقیدہ صحیح است؟" کہ بعض لوگ محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم السلام کو موجوداتِ عالم کے لئے عللِ اربعہ خیال کرتے ہیں، کیا ایسا عقیدہ رکھنا صحیح ہے؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا: "گفتن اینکہ محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام از عللِ غایت عالم وجود و موجوداتِ این عالم است موجّہ است۔ واللہ العالم ۱۰ رجب ۱۴۰۳ھ (سائل محمد حسین اکبر) کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کو عالمِ وجود اور موجوداتِ عالم کے لئے

علل غائیہ کہنا صحیح ہے ؟" اسی سوال کے جواب میں آیت اللہ العظمےٰ آقای السید صادق روحانی مدظلہ نے تحریر فرمایا: " البتہ آنان علتِ غائی این عالمند نہ علتِ مؤثر "۔ یعنی محمدؐ و آلِ محمدؐ اس عالم کے لئے علتِ غائی ہیں نہ کہ علتِ مؤثر "۔ ان تمام فتاویٰ کا عکس صفحہ ۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

اسی سوال کا جواب حضرت آیت اللہ العظمےٰ آقای السید محمد رضا گلپایگانی نے تحریر فرمایا:

" لا مؤثر فی الوجود الا اللہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ " یعنی اس وجود میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی اور مؤثر نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے "۔ تو گویا ان موجودہ علماء اعلام دام ظلہم العالی کا بھی نظریہ شیخ احمد احسائی اور اس کے پیروکاروں کے نظریہ سے صریحاً خلاف ہے۔ لہٰذا اس کا یہ من گھڑت نظریہ خرافات کے مترادف نہیں ہے تو اور کیا ہے ؟ شرح الزیارت کے صفحہ ۳۳ پر مرقوم ہے کہ :

" پیغمبر کے وجود کے لئے جس طرح آغاز و اول نہیں ہے اسی طرح انتہا و اختتام بھی نہیں ہے اور خود خدا بھی بے ابتدا ہے اور بے انتہا ہے، لہٰذا ذرا احتیاط و ہوشیاری سے کام لینا یہ بہت ہی سنگلاخ راستہ ہے۔ یہ بال سے باریک اور شمشیر سے تیز راستہ ہے "۔

حالانکہ اسلامی و شیعی اعتقادات کے مطابق صرف اور صرف ذاتِ خدا ہے کہ جو بے آغاز و بے انتہا ہے، وہ واجب الوجود ذات ہے اور خدا کی اس صفت میں کوئی بھی اس کا شریک نہیں ہے۔

شیعوں کے گناہ آئمہ کے سر

بعض محققین نے ذکر کیا ہے کہ شیخ احمد احسائی عیسائی تھا اور مسلمانوں میں فتنہ و فساد کو ہوا دینے کے لئے مسلمان شیعہ مجتہد کے روپ میں ایران آیا تھا۔ اس تحقیق کی تصدیق اسکے اس مسیحیانہ نظریہ سے ہوتی ہے عیسائیوں کا نظریہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو اسلئے سولی پر لٹکایا گیا ہے تاکہ اسکے بدلے میں انکے مریدوں اور پیروکاروں کے گناہوں کو بخش دیا جائے۔

شیخ احمد احسائی نے اپنی کتاب شرح الزیارت جلد اول صفحہ ۳۶، سطر ۱۷ پر تحریر کیا ہے: فهم ينتفعون باعمال شيعتهم ولا يلزم من ذالك انهم كيف يستمدون مما ليس لهم لان اعمال شيعتهم منهم ولهم

وبهذا کانت ذنوب شیعتهم علیهم ولا یلزم منه ولا تزر وزرۃ وزر اخریٰ لان اوزار شیعتهم علیهم۔ (ترجمہ) اور آئمہ علیہم السلام اپنے شیعوں کے اعمال سے فائدہ حاصل کرتے ہیں اور اس سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ وہ اس سے کیسے مدد طلب کرتے ہیں جو ان کے لئے نہیں ہے کیونکہ شیعوں کے اعمال ان کے ساتھ مربوط ہیں، یہی وجہ ہے کہ شیعوں کے گناہ بھی انہی کے سر ہیں اور اس سے قرآن مجید کی نص صریح کی مخالفت بھی لازم نہیں آئی کہ ولا تزر وزرۃ وزر اخریٰ کہ کوئی کسی دوسرے کے بوجھ کو نہیں اٹھائے گا کیونکہ شیعوں کا بوجھ ان کے سر پر ہے۔

لہٰذا شیخ صاحب نے اپنے پیروکاروں کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ تمام شیعوں کے گناہ آئمہ اطہارؑ کی گردن پر ہوں گے اور کل روز قیامت شیعہ آرام و راحت سے جنت کیطرف جائیں گے جبکہ آئمہؑ کو اپنے شیعوں کے تمام گناہوں کا علم بھی ہو گا۔

دیکھئے کیسے ترافات کے ذریعہ ملت شیعہ کو میدانِ عمل سے باہر نکالنے کا استعماری حربہ استعمال کیا گیا ہے اور استعمار نے اس نظریہ کا اتنا پروپیگنڈا کیا کہ شیعہ قوم کو میدان عمل سے نکال کر صرف نعرہ بازی کی حد تک محدود کر دیا ہے۔ آج استعماری پروپیگنڈا کے نتیجے میں جو عالمِ دین عوام کو عمل کی طرف دعوت دیتا ہے اس کو خدا جانے کیا کیا بے بنیاد القابات سے نوازا جاتا ہے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس فرمان کے بالکل برعکس شیعہ قوم کے افراد کو تیار کر دیا گیا کہ امام نے فرمایا تھا، کہ تم اپنے نیک عمل سے ثابت کرو کہ فلاں شیعہ اور جعفری ہے لیکن افسوس آج ہماری بدعملی ہمارے شیعہ ہونے کی علامت قرار پاچکی ہے۔ اور یہ استعماری سازش کا نتیجہ ہے۔

شیخ احمد احسائی اور جنّت کی ٹکٹ

میرزا محمد تنکابنی نے شخصاً سید کاظم رشتی سے سنا جو شیخ کا خاص آدمی تھا اور اس کو اپنی کتاب قصص العلماء کے صفحہ ۳۶ پر تحریر فرمایا کہ:

"شیخ احمد احسائی کرمان کے قاجاری شہزادہ محمد علی میرزا سے سات سو تومان ہر سال وظیفہ کے طور پر لیا کرتا تھا (شرح حال شیخ تالیف فرزند شیخ عبداللہ صفحہ ۲۷) اس زمانہ میں سات سو تومان

کی بہت زیادہ قدر و قیمت تھی، لیکن اس وظیفہ اور خصوصی تنخواہ کہ جو کلمۂ حق کہنے سے مانع تھی، خدا جانے کیسے تمام ہوگئی اور شیخ کو قرض کی ضرورت محسوس ہوئی اور جب شیخ صاحب مقروض ہو گئے تو اسی قاچاری شہزادے محمد علی میرزا نے شیخ سے کہا کہ مجھے ایک ہزار تومان کے بدلے میں جنت کا ایک باب فروخت کردو اور تم اس ہزار تومان سے اپنا قرض ادا کردو لہٰذا شیخ نے اس کو جنت کا ایک باب فروخت کردیا (گویا کہ جنت شیخ کے باپ کی جاگیر تھی) اور پھر اپنے قلم سے خود اس کے لئے جنت کی ٹکٹ اور وثیقہ تحریر کیا اور اس پر اپنی مہر لگا کر شہزادے کے حوالے کردیا۔ شہزادے نے ہزار تومان ادا کئے اور شیخ نے اپنا قرض ادا کیا اور پھر مرتے وقت شہزادے کی وصیت کے مطابق وہ ٹکٹ اس کے کفن میں رکھا گیا۔" (قصص العلماء صفحہ ۳۶، تالیف میرزا محمد تنکابنی)

سبحان اللہ! کتنی سستی جنت! شاید اسی لئے شیخ نے اپنے پیروکاروں کو عمل سے دور رہنے کی تلقین کی ہے اور ان کے تمام گناہوں کو آئمہ علیہم السلام کے سر تھوپا ہے۔ العیاذ باللہ۔

یہ مشتے از خروارے شیخ احمد احسائی کے خرافات تھے۔ شیخ کے عقائد باطلہ اور خرافات کی فہرست طولانی ہے اور وہ بھی پناہ بخدا کیا کیا خرافات اور بے ہودہ نظریات۔ العیاذ باللہ! لیکن اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

شیخ احمد احسائی کا سفر آخرت

شیخ احمد احسائی کے جانشین اور خلیفہ حاج محمد کریم خان کی تالیف ہدایت الطالبین میں خان صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ احمد احسائی فن موسیقی کا استاد تھا (صفحہ ۶۲) جب اس نے کربلائے معلی میں استعمار کے اشارے پر کئے جانے والے کارنامے کو کامیابی سے ہمکنار ہوتے دیکھا کہ اس کے اپنے ہاتھوں سے روشن کی جانے والی آگ پورے کربلا کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تو کربلا سے فرار کر کے کافی مدت تک بصرہ کے کسی دیہات میں چھپا رہا اور پھر وہاں سے نکل کر ملت و مذہب شیعہ کے ازلی دشمن حجاز کے وہابی حکمرانوں کی گود میں جاکر پناہ تلاش کرتا ہے۔ اگر وہ

جان کے تحفظ کی خاطر کربلا سے بھاگا تھا تو گیا ایران میں فتح علی شاہ اور شہزادگان جو اس کے لئے چشم براہ تھے پناہ لینا درست نہ تھا جبکہ ان دنوں میں شیخ کی بیویوں میں سے ایک بیوی اپنے بچے کے ہمراہ کرمان میں موجود تھی۔ کیا اس عمل کو کوئی عقل مند صحیح کہنے کو تیار ہے کہ انسان جان بوجھ کر دشمن کے ڈر سے فرار کر کے دشمن کے ہاں ہی پناہ لے اور نہ صرف اپنی جان کو خطرہ میں ڈالے بلکہ اپنے ہمراہیوں کی جان بھی خطرے میں پڑ جائے۔ کیا اس فرار کی بجائے یہ سب سے بہتر نہ تھا کہ سید کاظم رشتی کے گھر میں پناہ لیتا کیونکہ اس کے حکومت وقت کے افسران کے ساتھ تعلقات اچھے تھے، یہی وجہ ہے کہ حکومت وقت کے فوجیوں نے پورے کربلا میں صرف سید کاظم رشتی اور اس کے ہمسائیوں کے گھروں کو جائے امن قرار دیا تھا۔

"پاسخ مزدورانِ استعمار" کے مؤلف عبدالرضا ابراہیمی کی تحریر کے مطابق کتاب ہدایت الطالبین کے صفحہ ۱۳۰ اور شیخ احمد احسائی کے حالاتِ زندگی پر مشتمل اس کے بیٹے عبداللہ کی کتاب کے صفحہ ۴۰ پر تحریر ہے کہ شیخ نے جب کربلا سے فرار کیا تو ایران میں آنے کی بجائے حجاز کا رخ کیا۔ وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ شیخ صاحب کو حجاز سے بے پناہ محبت تھی۔ میرے خیال میں محبت کی اصل وجہ یہ تھی کہ حجاز پہنچ کر اپنے استعماری آقاؤں کو کربلا کی تباہی و بربادی کی خوشخبری دے کر انعامات حاصل کرنا تھا۔ لہٰذا مدینہ کی طرف جاتے ہوئے نوے سال کی عمر میں اتوار کے دن ۲۱ ذیقعدہ ۱۲۴۳ھ کو مدینہ منورہ سے دو منزل پہلے ہی فرشتۂ اجل نے آلیا۔ اور اس کے جنازہ کو بڑے احترام سے جنت البقیع میں لے جایا گیا اور حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کے سرہانے دفن کیا گیا۔

مزدورانِ استعمار کا جواب لکھنے والے صاحب عبدالرضا ابراہیمی شیخ کی صفائی پیش کرتے ہوئے سناتور سید مہدی فرخ کے خط کو نقل کرتے ہیں، یہ خط ہمارے قول کی تصدیق و تائید کے لئے ایک بہترین قیمتی دستاویز ہے۔ اس خط کی عبارت کا ترجمہ اس طرح ہے:۔

"میں سید مہدی فرخ نے اپنے چچا مرحوم امیر ارفع سے سنا..... انہوں نے بیان فرمایا کہ مجھ سے میرے چچا مرحوم حاجی سید جبار نے بیان کیا کہ مکہ معظمہ کی زیارت کو جانے والے قافلہ میں

شیخ احمد احسائی بھی ہمارے ہمراہ تھا۔ ابھی مدینہ سے دو منزل دور ہی تھے کہ شیخ کی روح پرواز کر گئی۔ آدھی رات کے بعد اونٹوں اور گھوڑوں پر چند سوار ہاتھوں میں مشعلیں روشن کئے ہوئے ہماری اقامت گاہ میں وارد ہوئے۔ معلوم ہوا کہ حاکم مدینہ ہے، جس نے خواب میں ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا ہے۔ آپؐ نے اس سے فرمایا ہے کہ ہمارے ایک محب کی وفات ہو چکی ہے لہٰذا اس کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرو۔ انہوں نے کہا: اس قافلے میں کوئی فوت ہوا ہے؟ کہا گیا کہ شیخ احمد احسائی اس قافلہ میں تھا جو کل فوت ہو گیا ہے، لہٰذا وہ افراد شیخ کے جنازہ کو بڑے احترام سے مدینہ لے گئے"۔

یہ خواب دیکھنا بھی عثمانی سلطنت کے کارندوں کی ایک چال تھی تاکہ اس کے ذریعے اصل پروگرام پر پردہ ڈالا جا سکے، لیکن اگر اس واقعہ کے گرد و پیش کا غور سے جائزہ لیا جائے تو واقعیت اور حقائق بخوبی روشن ہو جاتے ہیں:۔

۱۔ اگر شیخ احمد احسائی واقعی عراق کی سنی العقیدہ حکومت سے بھاگ کر پناہ لینا چاہتے تھے تو سعودی عرب کی بجائے ایران میں پناہ لیتے، حالانکہ بالکل واضح تھا کہ عراق اور سعودی عرب کی حکومت اس وقت ایک ہی حاکم کے تحت تھی، لہٰذا جس چیز کا انہوں نے کربلا میں خطرہ محسوس کیا تھا وہ حجاز میں بدرجہ اولیٰ موجود تھا۔ کیا شیخ کا یہ فرار اور یہ پناہ گاہ اس بات کو واضح نہیں کر رہی کہ دال میں کچھ کالا کالا ضرور تھا ورنہ بارش سے بھاگ کر پرنالے تلے نہ جاتے۔

۲۔ جناب سناتور فرخ کی تحریر کے مطابق شیخ مدینہ کے راستے میں مر جاتا ہے اور زیادہ دیر نہیں ہوتی کہ حاکم مدینہ خود شیخ کے جنازہ کو لینے کے لئے آ جاتا ہے اور پھر بڑے احترامات کے ساتھ جنت البقیع، مدینہ میں جا کر دفن کرتا ہے۔ جب حاکم یہ بھی دیکھ رہا ہے کہ اس کے ہمراہی جو ہیں وہ بھی ایرانی شیعہ ہیں اور یہ خود متوفی بھی شیعہ روحانی لباس میں ملبوس ہے لہٰذا یقیناً یہ متوفی بھی شیعہ عقیدہ کے افراد میں سے ایک ہے اور اس کے ساتھ ساتھ حجازی سنیوں کو شیعوں کے ساتھ مخصوص دشمنی بھی تھی لیکن اس کے باوجود وہ اس ایک شیعہ کے جنازے کو بڑے احترام سے دفن کرتے

ہیں، اور پھر یہ کہ حاکم مدینہ کا خواب بھی ایسا مؤثر ثابت ہوا کہ حاکم مدینہ کو صبح ہونے کے انتظار کی بھی اجازت نہیں دیتا کہ صبح کسی آدمی کو بھیج کر تحقیق کرائے کہ واقعیت کیا ہے؟ بلکہ بذاتِ خود حاکم نیند سے بیدار ہو کر چند سپاہیوں کو ساتھ لیتا ہے اور قافلہ والوں سے جنازہ تحویل میں لے کر رات کی تاریکی میں واردِ مدینہ ہوتا ہے۔

۳۔ شیخ کے پیرو کاروں کے کہنے کے مطابق جب شیخ کی کتاب شرح الزیارت بغداد کے حاکم کے ہاتھوں میں پہنچتی ہے اور اس کو یہ بھی علم ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کا مولف شیخ احمد احسائی ہے اور وہ اس وقت کربلا میں موجود ہے لیکن اس کے باوجود حاکم بغداد شیخ احمد احسائی کو کچھ کہنے کی بجائے کربلا کے ان بے چارے شیعوں کی گرفتاری اور قتل و غارت شروع کر دیتا ہے۔ جن غریبوں کو حقیقتِ حال کا ذرا برابر بھی علم نہ تھا اور پھر اس سے بڑھ کر یہ کہ ارکانِ دولت شیخ کے نظریات کے مروج اور جانشینِ خاص سید کاظم رشتی کے گھر کو تباہ و برباد کرنے کے بجائے اس کو پناہ گاہ قرار دیتے ہیں اور دشمن اس کے گھر کو قابلِ احترام شمار کرتے ہیں اور وہ ظالم دشمن جو حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت ابوالفضل عباس علیہ السلام کے حرموں کو پناہ گاہ قرار دینے کی بجائے توپوں کے گولوں کا نشانہ بنا کر تباہ و برباد کر دیتا ہے، لیکن سید کاظم رشتی اور اس کے ہمسائیوں کے گھروں کو پناہ گاہ قرار دیتا ہے۔ لہٰذا اگر ایک عقلمند انسان ان پہلوؤں کا بنظر دقیق جائزہ لے تو بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ شیخ احمد احسائی استعمار کا خاص نمائندہ تھا۔ اس نے اسلام اور مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے لئے کام کیا۔ لہٰذا شیخ احمد احسائی کے فی زمانہ معتقدین کو ان حقائق کی روشنی میں استعمار کے کارندے بننے اور اسلام و مسلمانوں پر ضربِ کاری لگانے کی بجائے توبہ تائب ہو کر دائرۂ اسلام و مسلمین میں واپس آ جانا چاہیئے۔ اس خطرناک شخص کے مرنے پر ہی یہ مقابلہ ختم نہیں ہوا بلکہ استعماریوں کے مقاصد کے دائمی تحفظ کی خاطر اس نے نجف میں چند ایک اور لوگوں کو بعنوان شاگرد تیار کر رکھا تھا، بہائیت اور شیخیت اور اسی طرح کے چند اور خطرناک ترین نمونے اسی شیخ کے آثار کے طور پر اب بھی موجود ہیں۔

تیسرا باب

شیخ احمد احسائی کے خلیفے

شیخ احمد احسائی کی وفات کے بعد اس کا واحد و بلا شرکت غیرے جانشین شیخ کا شاگرد رشید، بزعم خویش، رکن رابع کا مصداق، شیعہ کامل، سید کاظم رشتی بنا۔ شیخ احمد احسائی کے عقائد پہلے بھی مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ کے عقائد کے عین مخالف تھے۔ لیکن اس کے جانشین سید کاظم رشتی نے رہی سہی کسر پوری کر دی۔ زیادہ تر شیخ کے عقائد کو سید کاظم رشتی نے ہی فروغ دیا۔ اسی لئے شیخ اور سید کو "نورین نیرین" کے القاب سے ان کے پیروکار یاد کرتے ہیں۔

سید کاظم رشتی کون تھا؟

سید کاظم رشتی شیخ احمد احسائی کا قریبی رازدان، اس کے مسلک و نظریات کا مروّج جو اسلامی اصولوں میں جوڑ توڑ کرنے کے معاملہ میں اپنے استاد کا بھی استاد تھا۔ اس کے تعارف کے لئے حجت الاسلام والمسلمین آقای علی اکبر ہاشمی رفسنجانی، سپیکر شورائے مجلس اسلامی ایران کا تجزیہ اور تحقیق ہی کافی ہے جو انہوں نے اپنی کتاب " امیر کبیر یا قہرمان مبارزہ با استعمار" میں تحریر فرمایا ہے:-

" سید کاظم رشتی، شیخ احمد احسائی کے شاگردوں میں سے تھا جو علمائے نجف کے اس جلسہ میں شریک تھا جو شیخ احمد احسائی کے امتحان کے لئے منعقد ہوا تھا، یہاں تک کہ خود سید کاظم نے شیخ پر فتوائے کفر لگائے جانے والے حکم پر امضائے تصدیق کئے تھے۔ یہ شخص اپنے استاد سے

(آقای ہاشمی رفسنجانی کی کتاب امیر کبیر کا صفحہ)

سید کاظم رشتی:

یکی از شاگردانش «سید کاظم رشتی» است که در جلسه‌ای که علمای نجف برای امتحان احسائی تشکیل داده بودند حاضر بوده و حتی حکم تکفیر او را هم امضاء کرده است.

این مرد از استاد خود هم مرموزتر و خطرناک‌تر از آب درآمد، اصل و نسب او ابداً در رشت معلوم نیست و کسی خاندان او را نمیشناسد. و باحتمال قوی از روسیه تزاری به نجف رفته است، پول هنگفت و بیحسابی در اختیار داشته، خرج میکرده و ریخت و پاش مینموده، با اینکه در تشیّع، بصورت ظاهرا غلوا میکرده و عداوت شدیدی نسبت به خلفاء ابراز میکرده است با مقامات حکومت عثمانی هم بی ارتباط نبوده و آنها او را بزرگ میشمرده‌اند. تا آنجا که در قتل عام کربلا که مسبب اصلی آن شیخ احسائی بوده، خانه این مرد بست بوده و حتی علیرضا پاشا که مردم خرمشهر را بخاطر تشیّع آنها قتل عام کرد، «قصیده عبدالباقی عمری» را به او میدهد که شرح برآن بنویسد (این شرح قصیده اکنون از کتب مورد احترام و تقدیس شیخیّه است).[1]

در این کتاب به قدری خرافات و مطالب باطل و پوچ وجود دارد که راستی خواننده را گیج و گم میکند، سیدرشتی همان اظهارات و عقاید سخیف «احسائی» را توضیح و تشریح و ترویج میکند. «رکن رابع» که زمینه‌ای برای مسلک شیخیه گردید، از موهومات و بافته‌های همین شاگرد و استاد است.

بھی زیادہ پراسرار، چالاک اور خطرناک تھا۔ رشتی میں اس کے نسب کا کسی کو بھی پتہ نہیں، کوئی خاندان بھی اس کو نہیں پہچانتا اور یہ احتمال قوی ہے کہ یہ شخص روس کے تزاری قبیلہ سے نجف اشرف گیا تھا، روپوں پیسوں کی اس کے پاس ہر وقت ریل پیل رہتی تھی اور وہ سرمایہ کو پانی کی طرح خرچ کرتا تھا۔ شیعہ مذہب میں اس نے ظاہراً کافی غلو سے کام لیا ہے اور خلفائے ثلاثہ کے بارے میں انتہائی نفرت کا اظہار کیا کرتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس وقت کی عثمانی حکومت کے ارکان سے بھی لاتعلق نہ تھا، بلکہ عثمانی فرمان رواؤں نے تو اس کو بہت بڑا شمار کیا ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ کربلا میں قتلِ عام کے وقت جو شیخ احمد احسائی کی وجہ سے وقوع ہوا تھا، حرم حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت عباس کی بجائے اس کے گھر کو پناہ گاہ قرار دیا گیا تھا (ہدایت الطالبین صفحہ ۱۵۲)

یہاں تک کہ علی رضا پاشا جس نے خرم شہر (ایران) کے لوگوں کا شیعہ ہونے کے جرم میں قتلِ عام کیا گیا تھا۔ سید کاظم رشتی کو "قصیدہ عبدالباقی عمری" اس لئے دیا تاکہ یہ اس پر شرح لکھے، "یہ شرح قصیدہ، فرقۂ شیخیہ کی معتبر اور مقدس کتب میں سے شمار ہوتی ہے"۔ اس کتاب میں اس قدر بیہودہ اور فضول خرافات موجود ہیں جو واقعتاً پڑھنے والے کو پریشان کر دیتے ہیں۔ سید رشتی نے شیخ احمد احسائی کے ہی خرافات اور ضال و مضل عقائد کی وضاحت کی ہے۔ "رکن رابع کا نظریہ جو فرقہ شیخیہ کا اہم ترین نظریہ ہے، یہ اس شاگرد اور استاد کا من گھڑت نظریہ ہے"۔

بہرحال یہ شخص کربلا کی قتل و غارت میں اوّل سے لے کر آخر تک دخیل تھا اور جنگِ کربلا کی ابتداء اور اختتام اس کے ہاتھوں میں تھا۔ اگر یہ شخص واقعی محب اہلبیتؑ تھا تو کربلا میں حرم امام حسین علیہ السلام اور حضرت عباس علیہ السلام کو تباہ و برباد نہ ہونے دیتا۔ آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ اپنے گھر کو تو پناہ گاہ قرار دلائے اور حرم سید الشہداءؑ کو تباہ و برباد کرا دے۔

سید کاظم رشتی کے خرافات

اس نے اپنی کتاب شرح قصیدہ میں جو خرافات نقل کئے ہیں ان میں سے صرف ایک ہی جھلک

قارئین کے مطالعہ کے لئے پیشِ خدمت ہے :-

سید کاظم رشتی اپنی کتاب شرح قصیدہ کے صفحہ ۱۰۰ پر انا مدینۃ العلم و علی بابہا کی شرح کے ذیل میں لکھتا ہے "وہ ایک ایسا شہر ہے جو آسمان پر واقع ہے جو حقیقت محمدیہ ہے۔ اس کی ہزاروں سڑکیں ہیں اور پھر ہر سڑک کی ہزاروں گلیاں اور کوچے ہیں جن کا شمار اور احصاء قلم کے بس میں نہیں ہے، لیکن میں ان تمام کے ناموں کو بھی جانتا ہوں۔ یہاں پر ان میں سے چند ایک کو ذکر کرتا ہوں"۔ اس کے بعد قسم قسم کے خرافات اور بیہودہ مطالب سے اوراق کو سیاہ کرتا ہے، اس کے بعد صفحہ ۱۰۳ پر لکھتا ہے : "ایک محلہ ہے جس میں بائیس محلے ایسے ہیں جن میں سمندر کی جھاگ میں آگ پوشیدہ ہے اور یہ الٰہی اسماء جسمیہ ہیں جو عوالم سفلی کے لئے تدبیر کنندہ ہیں اور یہ ان اسماء میں سے ہیں جنہوں نے ہر چیز کو ارکان سے پُر کیا ہے اور ان سے مراد آسمان ہیں اور ستاروں اور فرشتوں میں سے جو کچھ ان میں ہے وہ مراد ہیں"۔

اس محلہ کے ایک گوشے کے مختلف زاویوں کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے : "اس محلہ کے درمیان تین سو ساٹھ کوچے ہیں" اس کے بعد چند اور صفحات کو سیاہ کرتا ہے جس میں عجیب و غریب اور مضحکہ خیز گلیوں کے نام بیان کئے ہیں۔ ان میں سے کچھ اس طرح کے نام ہیں : "ایک کوچہ ہے جس کے صاحب کا نام شلعلحوث ہے۔ ایک اور گلی ہے جس میں کلحلحوث نامی کتا موجود ہے"۔ صفحہ ۱۰۴ پر لکھتا ہے : "کوچہ نمبر ۲۴۲ میں ایک عورت دف بجا رہی ہے۔ گلی نمبر ۴۹ میں ایک عورت بانسری بجا رہی ہے، گلی نمبر ۱۷ میں ایک عورت ہے جس سے بندر زنا کر رہے ہیں"۔ صفحہ نمبر ۱۰۷ پر تحریر ہے کہ "گلی نمبر ۱۹۳ میں ایک عورت لوگوں کو دعوت دے رہی ہے کہ آؤ اور مجھ سے زنا کرو، اور گلی نمبر ۲۷۸ میں ایک مردسنہ سے بانسری بجا رہا ہے جبکہ ہاتھوں سے طبل۔ گلی نمبر ۲۷۷ میں ایک عورت ہے جس سے دوسری عورت چپٹی کر رہی ہے۔ الخ"۔

العیاذ باللہ، جس شخص کا حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں ایسا نظریہ ہو اور حدیث انا مدینۃ العلم کو اس طرح کا شہر بیان کرنا جو شاہی محلہ

سے بھی بدتر ہو اور پھر آسمان پر ایسا شہر، یہ صرف حضرت علیؑ ہی نہیں بلکہ حضرت رسول اکرمؐ کی بھی بے پناہ توہین ہے۔ ایک عالم تو درکنار، ایسے بدعقیدہ شخص کو ایک سادہ مسلمان بھی کافر سے بدتر سمجھے گا۔ یہ تھوڑی سی جھلک تھی شیخ احمد احسائی کے پہلے جانشین کے عقائد کی۔

سید کاظم رشتی کے مرنے کے بعد ۱۲۵۹ھ کی ابتدا تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس کا جانشین کون ہے جو شیعۂ کامل ہو اور رکنِ رابع کے نظریہ پر پورا اتر سکے، لیکن چند ہی دنوں میں سید کاظم رشتی کی خلافت کے تین دعویدار پیدا ہو گئے۔ ایک علی محمد باب، دوسرا محمد کریم خان اور تیسرا میرزا شفیع حسن گوہر اسکوئی۔ پھر اس سلسلے کی تینوں لڑیوں نے قسم قسم کے گل کھلائے۔

علی محمد باب

علی محمد باب اور حاجی محمد کریم خان کرمانی نے قسم قسم کے مذہب ایجاد کر ڈالے۔ یہ حضرات شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی سے کہیں آگے نکل گئے، یہ حق اور دینِ اسلام کے مرکزی نقطہ سے پہلوں کی نسبت بہت دور نکل گئے۔ کفر و ضلالت کی کمین گاہ میں جا کر پناہ لی۔ افراط و تفریط میں سے ایک کو اختیار کرتے رہے، جو زیادہ تر جاہلوں کا کام ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:
الجاھل امّا مفرط او مفرّط۔ یعنی جاہل یا تو افراط غلو کو اختیار کرتے ہیں یا حالتِ تفریط کو اختیار کرتے ہیں۔

علی محمد باب نے شیراز میں بابی مذہب کی بنیاد ڈالی اور پھر اس کا جانشین میرزا حسین علی بہاء جس کے نام سے ہی بہائی مذہب مشہور ہوا، اس نے یہودیوں کے اشاروں پر کام شروع کیا اور یہودیوں کی تعلیمات کو اسلامی تعلیمات کا رنگ دے کر ایران کے مسلمانوں کو گمراہی و ضلالت میں مزید دھکیل دیا۔ یہی وجہ تھی کہ سابق شاہ پہلوی ملعون بھی چونکہ بہائی تھا اس لئے یہودیوں کے مفادات کا خاص خیال رکھا کرتا تھا اور مسلمان ممالک میں صرف ایران ہی تھا جس نے اسرائیل کے

ناسور وجود کو تسلیم کر کے اس سے انتہائی قریبی تعلقات استوار کئے ہوئے تھے۔ ایران میں شاہ ملعون کی حکومت کے زمانہ میں شیعوں پر جتنے بھی ظلم روا رکھے گئے تھے وہ سب کے سب انہی بہائیوں کے اشاروں پر تھے۔ حکومت کی تمام کلیدی اسامیوں پر یہی بہائی براجمان تھے۔ بہائی مذہب کے بارے میں تمام مراجع عظام نے کفر کا فتویٰ دیا تھا اور ان کے ساتھ کھانا پینا اور تعلقات استوار کرنا حرام قرار دیا تھا۔ یہ کفار کی طرح نجس العین ہیں، اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ میرزا حسین علی بہار، اپنے مرشد شیخ احمد احسائی کی طرح استعمار کے فرامین کو عملی جامہ پہنانے کے بعد اپنے کرم فرماؤں یہودیوں کے دیس اسرائیل میں جا کر مرا اور وہیں پر دفن ہوا۔ الحمدللہ، ایران میں انقلاب اسلامی کی کامیابی کے بعد یہ ملاعنہ اسرائیلی ایجنٹ ایران سے اپنا بوریا بستر لپیٹ چکے ہیں، آج حق، باطل پر غالب آچکا ہے اور صحیح معنوں میں تعلیمات محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم السلام پر عمل ہو رہا ہے۔ یہ سلسلۂ جانشینی فی الحال یہیں آکر ختم ہو چکا ہے۔

محمد کریم خان کرمانی

سید کاظم رشتی کی خلافت کے دعویداروں میں سے ایک صاحب کرمان کے محمد کریم خان کرمانی تھا، یہ فرقۂ شیخیہ کا حقیقی مروّج اور وارث بنا۔ اس نے بھی اپنے مرشد کی طرح تقریباً سفروں میں زندگی گزاری اور اپنے پیر و مرشد کے خرافات کو مزید وضاحت اور اضافہ خرافات سے پیش کیا۔ کرمانی شیخیوں کی مشہور و معروف کتاب " ارشاد العوام" اُس کی تالیف ہے۔ خلاصتاً اور اشارۃً اس کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں :-

" صفحہ ۳۲ پر لکھتا ہے کہ خدا کی صفات اس کی ذات کا غیر ہیں جبکہ شیعہ خیر البریہ کے عقیدہ کے مطابق صفاتِ خدا ذاتِ خدا کی عین ذات ہیں۔ صفحہ ۱۰۵ پر تحریر کرتا ہے جو کوئی بھی خدا کی عبادت خوفِ جہنم یا جنت کے لالچ سے کرتا ہے اور اس کا دل بھی اس پر معتقد

ہے کہ میں خدا کی اس لئے عبادت کرتا ہوں تاکہ جہنم کی آگ میں نہ جلوں اور جنت کی نعمات کو حاصل کروں تو یہ نظریہ شرک محض بلکہ کفر محض ہے۔ میرے خیال میں آغازِ اسلام سے لے کر آج تک کسی نے عبادت کے بارے میں یہ فتویٰ نہیں دیا۔

ارشاد العوام جلد اوّل کے صفحہ ۲۲۸ پر فرماتے ہیں: " سوائے فرقہ شیخیہ کے شیعوں کے تمام فرقے باطل اور بے دین ہیں۔" اس قول سے تو یہ ثابت ہوا کہ شیخ احمد احسائی سے پہلے تمام شیعہ جو فرقہ شیخیہ کے عقائد سے آگاہ نہ تھے، کافر تھے، اسی طرح فی زمانہ بھی صرف یہی شیخی شیعہ ہیں، باقی تمام شیعہ باطل نظریات کے حامل ہیں۔ العیاذ باللہ۔ اس کے علاوہ جو صاحب ارشاد العوام سے مزید ارشاد وہدایت حاصل کرنا چاہتے ہیں، وہ اس خرافات کے مجموعہ کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

یہ صاحب ۱۲۸۸ھ میں کرمان سے عراق کے لئے روانہ ہوا اور راستہ ہی میں مرگیا۔ دو سال بعد اس کی لاش کو کربلا میں سید کاظم رشتی کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ اس کے بعد اس فرقہ کا وارث محمد خان بنا، اس کا وارث زین العابدین خان اور پھر اس کے بعد اس کا وارث ابوالقاسم اور پھر اس کا جانشین عبدالرضا ابراہیمی بنا۔

ڈاکٹر کاظم رسا نے عبدالرضا ابراہیمی کے نمائندہ کی حیثیت سے کراچی (پاکستان) میں شیخیت کا اوّلین مرکز قائم کیا اور اپنے مطلب کے بعض علماءِ شیعہ پاکستان سے خفیہ طور پر سودے بازی کرتا رہا جس کے نتیجہ میں بڑے بڑے پرانے مبلغ اور دین کے ٹھیکیدار اس کے پیسوں کی عطا دیکھ کر بیچارے ایمان وایقان سے دامن خالی کر بیٹھے۔ شیخیت کے اس نمائندے نے ایسا خفیہ طریقہ استعمال کیا کہ سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی بچ جائے لیکن تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔ ان بزرگوں کے کسی کرم فرمانے وہ تمام کے تمام رابطے کے لئے اور ہدایا وصول کرنے کے لئے لکھے جانے والے خفیہ خطوط حاصل کر کے چند سال پہلے "گلدستۂ مودّت" کے نام سے شائع کر کے قوم کو دین وملت کے غداروں کی زیر زمین خفیہ

کارروائیوں سے آگاہ کر دیا تھا۔ جب یہ نمائندہ اپنے مقاصد کے حصول میں حسب منشا کامیاب نہ ہوسکا تو شاید کاظم رشتی نے غیبی امداد میں کمی کر دی یا اپنے کارندوں سے بالکل ہی منہ موڑ لیا، البتہ اس نے شیخیت کا اوّلین پودا پاکستان کی سرزمین پر ضرور لگا دیا۔

خلافت شیخیہ کی تیسری کڑی

اس سلسلۂ خلافتِ شیخیہ کا مرکز ایران میں شہر تبریز واقع ہوا اور کتاب بہائیان" تالیف آقای سید محمد باقر نجفی، چاپ کتاب خانہ طہوری، صفحہ ۱۴۳۔ اور" این است شیخیگری" تالیف آقای سیقوانی چاپ کتابخانہ ولی عصر، ایران صفحہ ۱۷۹ کے مطابق شیخیوں کے تیسرے گروہ احقاقی کا سربراہ حاج میرزا شفیع تبریزی تھا جس نے سید کاظم رشتی کی جانشینی کا اعلان کیا اور پھر اس سے شیخیوں کا احقاقی ٹولہ آگے بڑھا، لیکن بعض مدارک کے مطابق اس تیسرے سلسلے کی پہلی کڑی حسن گوہر تھا۔ بہرحال آگے چل کر رخ احقاقی اسکوئی گروہ کی طرف مڑ جاتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ تینوں جانشین ایک دوسرے پر انحراف اور کفر کے فتوے لگا کر اس آیتِ مجیدہ کی زندہ تفسیر واقع ہوئے ہیں۔

قالت الیھود لیست النصاریٰ علی شئی وقالت النصاریٰ لیست الیھود علی شئی

(سورہ البقرہ، آیت ۱۱۳) اس اختلاف کو میرزا محمد تنکابنی نے قصص العلماء کے صفحہ ۵۲ پر اور شیخ عبدالرضا ابراہیمی نے اپنی کتاب" تودہ مسئلہ" کے صفحہ ۵۳ پر ذکر کیا ہے۔ بہرحال ان کا جانشین باقر اسکوئی قرار پایا۔ باقر اسکوئی کا وارث میرزا حسن احقاقی الحائری کا باپ موسیٰ اسکوئی اس کا وارث علی اسکوئی اور اس کا وارث اور خلیفہ کویت میں مقیم میرزا حسن الاحقاقی الاسکوئی ہے۔

مرزا حسن احقاقی کیلئے کویتی حکومت کا سپیشل طیارہ

پاکستان ملتان میں شیخیوں کے ایک ایجنٹ سابقی نے جامعۃ الثقلین سے ایک پرچہ بنام

"الثقلین" شروع کیا تھا۔ اس پرچہ کے ایک شمارے کے صفحہ ۹ پر مرزا احقاقی کا انٹرویو شروع ہوتا ہے۔ صفحہ ۱۰ کے کالم نمبر ایک اور دو پر ایک سوال کے جواب میں کہا:

"پھر میں تہران میں آکر مقیم ہوا۔ میرا ارادہ تھا کہ تہران میں مسجد اور دینی درسگاہ قائم کروں، تہران آنے کے چند روز بعد کویت سے اطلاع آئی کہ میرے برادرِ بزرگ شیخ علی الحائری وفات پا گئے ہیں اور حکومتِ کویت کے تعاون سے ایک خصوصی طیارہ مجھے لینے کے لئے آیا۔"

یہ ہیں احقاقی صاحب جو اپنے بزرگوں کی طرح ظالم حکومتوں کی خوشنودی حاصل کرنے میں مصروف ہیں، اسی لئے تو ظالم حکومتیں بھی ان کے لئے سپیشل طیارے فراہم کرتی ہیں۔ ابھی چند دن پہلے ایک اطلاع موصول ہوئی کہ کویت سے احقاقی وغیرہ کے کہنے پر ایران کے انقلابی شیعوں کو نکالا جا رہا ہے۔ شاید یہ حضرات ان کی سیاہ کاریوں کا پردہ چاک کرتے ہوں گے۔

جب شیخ احمد احسائی کے جانشینوں کی اس کرسی نے یہ دیکھا کہ ہمارے پیر بھائی کے نمائندے نے جو خفیہ طریقہ پاکستان میں استعمال کیا تھا وہ تو ناکام ہو گیا ہے لہٰذا انہوں نے علی الاعلان شیخیت کا جال پھینکنا چاہا، ان کے جال پھینکنے کی دیر تھی کہ دیناروں کی چمک دمک نے چند ایک اور دین فروش افراد کو اپنی طرف کھینچ لیا اور ان کی راتوں رات امیر بننے کے خواب پورے ہو گئے۔ ان کی طرف سے روزناموں، ہفت روزوں، ماہناموں اور خصوصی اشتہارات اور پمفلٹوں کے ذریعے شیخ احمد احسائی کے مروّج شیخ میرزا حسن الاحقاقی الحائری الاسکوئی الکویتی کے جانشین ہونے کا پروپیگنڈا شروع ہو گیا۔ ان افراد نے قوم میں مزید انتشار پیدا کر کے قوم کو کئی ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔ جبکہ پہلے زخم ابھی تک مندمل نہیں ہوئے تھے کہ ان افراد نے قوم کے شیرازۂ وحدت پر ضرب لگا کر اسلام و شیعیت کے استعماری دشمنوں کے منصوبوں کو کامیابی سے ہمکنار کیا، جس کے نتیجہ میں ان کسارباب نے روپے پیسوں کی ریل پیل کر دی اور چند ہی دنوں میں کئی ماہنامے، ہفت روزے مسلک شیخیت کی

ترویج کے طور پر سامنے آنے لگے، ادھر نئی نسل کے ذہنوں میں استعماری زہر بھرنے کی خاطر چند دنوں میں کئی ایک مدرسے شیخیّت کے اڈوں کی صورت میں وجود میں آ گئے۔

پاکستان میں شیخیّت کے دو بڑے اڈّے

مکتوب احقاقی بنام سابقی

اگرچہ اس وقت پاکستان میں شیخیت کی ترویج کے کئی اڈے قائم ہو چکے ہیں اور مزید قائم ہو رہے ہیں، تاہم دو مشہور و معروف مرکزی اڈوں کے بارے میں آقای احقاقی نے اپنے ایک ورکر شیخ محمد حسنین سابقی کو ایک مکتوب کے ذریعے جو ہدایات جاری کی ہیں اس خط کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ جس کے مطالعہ سے قارئین کو علم ہو جائے گا کہ وہ کون سے دو مرکزی اڈے ہیں جو پاکستان میں شیخیّت کے لئے کام کر رہے ہیں۔ احقاقی صاحب تحریر کرتے ہیں :-

" برادرِ محترم و فاضل مکرم جناب مولوی الشیخ محمد حسنین السابقی النجفی فاضل عراق دامت توفیقاتہ سلام علیکم۔ عرض خدمت یہ ہے کہ جیسا چاہو، اسی وقت تمہارا مقصود و مطلوب پورا کر دیا جائیگا اور وہ رقم جس کا تم نے اس لئے مطالبہ کیا تھا تاکہ اس سے اپنی سکونت کے لئے گھر خرید سکو، وہ کویت میں مقیم احسائی برادران کے صندوق خیریہ سے حاصل کیا جائے۔ اوّلاً (تمہیں آرڈر دیا جاتا ہے کہ) کتاب " ہدیۃ المستبصرین " جو مرحوم مبلغ اعظم مولوی محمد اسمٰعیل......

اور پھر کتاب " ولایت از دیدگاہ قرآن " کا عربی زبان میں ترجمہ کرو اور پھر ان پر اپنی طرف سے حاشیہ لکھو اور پھر ہمیں ارسال کرو، اس کام کے کرنے سے (گویا) تم نے دوستوں کو بھی خوش کر لیا اور اپنے مطلب کو بھی حاصل کر لو گے۔"

(کیسے انداز میں سودا بازی ہو رہی ہے، قارئین بخوبی تجزیہ فرمائیں)

"اردو زبان میں کیا ہوا ترجمہ ہمارے کسی کام کا نہیں۔ یہ ترجمہ عربی دوستوں کو قانع کرنے سے قاصر ہے (یعنی ایسے عرب جو استعمار کی طرف سے خود احقاقی کی نگرانی پر متعین کئے گئے ہیں، جب تک وہ لوگ قانع نہیں ہونگے، ظاہر ہے وہ کیوں کر سرمایہ خرچ کریں گے) ہاں البتہ اردو داں شیعوں کے لئے ضروری اور لازمی ہے لہٰذا میں اجازہ دیتا ہوں کہ وہاں کے دولت مند حضرات سہم امام علیہ السلام سے رقم خرچ کر کے چھپوا دیں..... سید خادم رضا رضوی.... کا کہنا ہے کہ پاکستان میں "بنام شیخی" ہمارے بہت سے مرید ہیں۔ اسی طرح مرحوم مبلغ اعظم کے مرید بھی جن کا مرکز "درسِ آلِ محمدؐ" ہے (اور آج انہی شیخیوں کا مرکز ہے)..... آپ نے اور مولوی ناصر حسین ناصر نے ہم سے ملاقات کی تھی بتایا تھا کہ سید خادم رضا رضوی منافق ہے.....

اور ہمارے اسرار (خطرناک خفیہ پروگراموں) کو لوگوں کے سامنے فاش کرتا ہے۔ اور یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ آقا رضوی اور ناصر حسین ناصر (مولوی اسمٰعیل صاحب کے شاگردِ خاص جو اس وقت درسِ آلِ محمدؐ میں ہیں) کی آپس میں چپقلش جاری ہے اور قم کے طلاب کے سامنے ایک دوسرے کو شیخی بیان کرتے ہیں۔ اور آقای رضوی برأت اور دوری کا اعلان کرتا ہے۔ اور اپنے خط میں تم اس کے کہنے کا انکار کر رہے ہو۔ بہرحال جو بھی ہے کویتیوں کے نزدیک تمہاری سرخروئی اور کامیابی اسی بات میں ہے کہ تم ان دو کتابوں کا فصیح عربی زبان میں ترجمہ کر کے اس پر ایسے حاشیہ لکھو جس سے یہ ضرور ظاہر ہو کہ تم مولفینِ کتاب اور ان کتابوں کو حد سے زیادہ چاہتے ہو۔ اس کے علاوہ اپنی وہ کتابیں جو تم نے ناصبیوں وغیرہ کی ردّ میں لکھی ہیں وہ بھی اسی طریقہ پر ہوں (ہدایت سے واضح ہو رہا ہے کہ خود احقاقی صاحب بھی ان نگرانوں کے سامنے اس وقت تک مجبور رہیں جب تک ان کے اشارے پر نہ چلے، اسی طرح چیلے کو بھی یہی ہدایت جاری فرمائی ہے) اس بات کا خیال رکھنا کہ کویت اور احساء و عطا کے احسائی مرحوم کرمانی اور اس کے اخلاف کو شیخ کا مخالف خیال کرتے ہیں (کرمانی سے مراد محمد خان کرمانی ہے جو شیخ احمد احسائی کی خلافت کی دوسری کڑی کی فردِ اعلیٰ تھا) لہٰذا اسی لئے "احقاقِ حق" کتاب میں اس مخالفت کو واضح کیا گیا ہے۔ لہٰذا درسِ آلِ محمدؐ

کی ہیئت کے ارکان سے مل کر مشورہ سے جو دو جگہ پر کرمانیوں کا نام آیا ہے اس کو مٹا دیا جائے یعنی کتاب "ہدیۃ المستبصرین" میں سے (احقاقی صاحب کے اس اعتراف سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ ایک تو کرمانی بھی شیخ احمد احسائی کی خلافت کے دعویدار ہیں اور خود احقاقی بھی اور دوسرا ان کے درمیان اختلاف موجود ہے اور یہ خود شیخ احمد احسائی کے صحیح اور حقدار خلیفہ خیال کرتے ہیں، قارئین انصاف کرتے جائیے) مرحوم مبلغ نے اس نکتہ کو بے توجہی سے بھلا دیا تھا جبکہ مرحوم اسمٰعیل صاحب کے خطوط جو میرے پاس محفوظ ہیں وہ کرمانیوں پر تنقید پر مبنی ہیں لیکن اس (محمد خان کرمانی) کے نام کو غفلت کی بناء پر جو ذکر کر بیٹھے تھے، مجھے اس پر افسوس ہے۔ حالانکہ اس کی خدمات ہمارے نزدیک قابل قدر ہونگی۔ لہٰذا مقصد یہ ہے کہ (آپ اس انداز سے کام کریں کہ کویت میں ہمارے نگران اور سرپرست) آپ کو اپنے علماء (کارندوں) میں سے ایک جانیں۔ جس طرح وہ مولوی اسمٰعیل کو اپنے مددگاروں اور مخلص کارندوں اور اس سلسلہ جلیلہ (شیخیہ احقاقیہ) اور طائفہ مظلومہ کے محافظوں میں سے خیال کرتے ہیں لہٰذا اسی لئے (مرحوم کی کارکردگی کے ثمرہ کے طور پر) یہ لوگ اس کے مدرسہ درس آلِ محمدؐ کی طرف متوجہ ہیں۔

والسلام علیکم و رحمت اللہ

۱۴ ؍ شوال المکرم ۱۳۹۷ھ — الحائری الاحقاقی

یہ خط تمام زیرِ زمین ہونے والی کاروائیوں کے لئے ایک بہت قیمتی ثبوت ہے۔ ایک اڈا درس آلِ محمدؐ کے نام سے فیصل آباد میں اور دوسرا جامعۃ الثقلین کے نام سے ملتان میں قائم ہے اور پھر ان کی ذیلی شاخیں قائم کی جا رہی ہیں۔ اب لاہور اور دوسرے کئی شہروں میں شیخیت کے اڈے مصروفِ کار ہیں اور اکثر آہستہ آہستہ سامنے آ رہے ہیں۔ قوم شیعہ کو ان سے ہوشیار رہنا چاہئے۔

بسم الله الرحمن الرحیم

بیاد محترم و فاضل مکرم جناب مولوی الشیخ محمد حسنین السابقی النجفی فاضل عراق

« دامت توفیقاته العالیة »

السلام علیکم و رحمة الله و برکاته . انشاء الله در ظل حمایت و عنایات حضرت امام عصر عج وارواحنا فداه همیشه از هر گونه حوادث ناگوار دور و از سوء اندار محفوظ میباشید . و بعد ، امروز از فرزندارشد جناب آقای حاج میرزا عبد الرسول احقاقی نامه ئی دریافت نمودم . در طی این نامه مکتوب عزیز جناب الحکیم بود جواب ویرا آنکه عادت اواست بحقیر محول کرده است . چراکه بدون مشورت پدر کاری انجام نمیدهد . عرض میکنم : هرگاه میل دارید مرام شما انجام بگیرد و مبلغی که برای ابتیاع دو سکنی خواسته بودید از صندوق خیریه برادران احسائی کویت بدست آید . اول کتاب (هدیة المستبصرین) مرحوم مبلغ اعظم مولوی محمد اسماعیل قدس سره و بعداً کتاب (ولایت از دیدگاه قرآن) را بموجب ترجمه بنمائید و تعلیق بنام خودتان بنویسید و برای ما ارسال بدارید هم دوستان را شاد کرده اید و هم بمطلب خویش رسیده اید ، ترجمه بزبان اردو بکار ما نمیخورد و دوستان عرب را قانع نمیسازد . البته برای شیعیان اردو زبان لازم است ، اجازه میدهم دولتمندان آنجا از سهم امام علیه السلام برای خودشان چاپ نمایند . آقای سید خادم رضا رضوی وفقه الله بیست و چهار هزار کتاب (الصلاة) و شانزده هزار کتاب (الصوم) با دعاهای خودش چاپ کرده و نشریات باندازه دیگر میدید مریدان مادر پاکستان بنام شیخی) زیاد میباشد وهمچنین مریدان مرحوم مبلغ اعظم که (درس آل محمد) مرکز ایشان است و هرگاه راستی به رساله الاحکام شیخیه عمل میکنند لااقل یک کتاب برای خودشان چاپ نمایند . اگر گفته ها و نوشته ها اصل ندارد آقای رضوی چه ادعا میکنند . دیگر اینکه جناب عالی و مولوی ناصر حسین نامرجعیت [illegible] روز ملاقات راجع با آقای رضوی نفاق و دورونی نسبت میدادید که اسرار شما را نزد مردم فاش میکنند و اکنون هم بنا بگفتار آقای ناصر حسین ناصر میان ایشان جنگ برپا است و در این گروه طلاب هم دیگر را شیخی معرفی میکنند و آقای رضوی تبری مینماید . اکنون شما در نامه خود بگفته های او انکار مینمائید . علی ای حال طریق نجاح مادی و معنوی جناب عالی ترجمه آن دو کتاب است بلغت فصیح عربی و تعلیقات نیکو علاقه شما را نسبت بر آن کتابها و مؤلفشان نشان دهد ،* و متوجه این نکته هم باشید که احسائیهای کویت و احساء و علماء ایشان عموماً مرحوم کرمانی و اخلاف ایشان را مخالف شیخ میدانند چنانکه در احقاق حق واضح و روشن گشته است . بنابراین با مشورت اعضای هیئت (درس آل محمد) نام کرمانیرا که در دو جای (هدیة المستبصرین -) مذکور است حذف نمائید . و مرحوم مبلغ اعظم نیز بدون توجه باین نکته مرقوم فرموده است . نامه های آن مرحوم نزد حقیر انتقاد بر کرمانیها را نشان میدهد .* در هر حال خدمات جمیع جناب عالی نزد ما شایان تقدیر خواهد بود انشاء الله . مقصود اینست که کویتیهای ما باید شما را یکی از علماء خویش بدانند چنانکه مولوی محمد اسماعیل را یکی از نصرت کنندگان و یاوران و دفاع کنندگان از این سلسله جلیله و طایفه مظلومه میدانستند و تاکنون باحترام آن مرحوم تمام ایشان در سه مبارکه (درس آل محمد) متوجه است والسلام علیکم و رحمة الله و برکاته الحائری الاحقاقی ۲ / ۱۰ / شوال المکرم ۱۲ / ۹۱

* [illegible]

محترم دوست جناب ابو سبطین محمدی صاحب سے ہمیں احقاقی صاحب کے تازہ ترین فتاویٰ موصول ہوئے ہیں۔ قارئین کرام کے مطالعہ کیلئے پیش خدمت ہیں :۔

شیخ میرزا حسن احقاقی، کا فتویٰ

"تشہد میں علیا ولی اللہ پڑھنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔"

سلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ برائے مہربانی ان سوالات کے جواب دیجئے :۔

سوال :۔ شہادت ثالثہ یعنی اشھد ان علیا ولی اللہ کا تشہد نماز میں پڑھنے کا کیا حکم ہے ؟ کیا مبطل نماز ہے یا قربت کی نیت سے کہنا جائز ہے جبکہ نماز احکام توقیفیہ میں سے ہے۔

جواب :۔ "السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ"۔ ہر چیز سے پہلے جناب نے جو بندۂ حقیر کے بارے میں حسنِ ظن قائم کیا ہے اس پر شکر یہ ادا کرتا ہوں، اور امید کرتا ہوں کہ جواب احکام قرآن، سنّت اور حضرت امام صادق علیہ السلام کے مذہب کے مطابق ہونگے۔ انشاء اللہ۔ (تشہد نماز میں اشہد ان علیاً ولی اللہ کا) جزئیت کی نیت سے پڑھنا مبطل نماز ہے۔"

تشہد میں شہادت ثالثہ نہ پڑھنے والوں کو غیر شیعہ اور ان کی نماز کو باطل کہنے والو! اپنے مجتہد کا فتویٰ دیکھ کر ذرا شرم کرو!

مرزا حسن احقاقی نے سیّد زادی کا غیر سیّد سے نکاح کرنا جائز قرار دیا

سوال :۔ ہاشمیہ فاطمیہ عورت (سید زادی) کا غیر ہاشمی (غیر سیّد) سے نکاح کرنے میں فقہی طور پر کیا حکم ہے ؟

جواب :۔ "(سید زادی کا غیر سید سے نکاح کرنا) شریعتِ اسلام کی ناراضگی کا موجب نہیں بنتا یعنی ہمارے مذہب میں جائز ہے جیسا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زینب ہاشمیہ (سید زادی) کا زید (غیر سید) سے نکاح پڑھا تھا اور آغازِ اسلام سے

سے لے کر آج تک شیعہ علماء اور عام شیعوں کے درمیان یہ رائج ہے۔"

شیخ احمد احسائی اور میرزا حسن احقاقی کی ترویج کرنے والو! اور لاکھوں کی صورت میں سرمایہ اڑانے والو، اپنے خود ساختہ مجتہد کے فتوے سے عبرت حاصل کرو۔

پاکستان کی غیور شیعہ قوم! ناموس سادات کے محافظو! پاکستان میں احقاقی نامی شخص کے نام پر اس کے کارندے سرمایہ کی ریل پیل سے شیعوں کے درمیان اختلاف کو ہوا دے کر آپ کے صحیح عقائد کو تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ اس کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیے اور اپنے فیصلوں پر نظر ثانی کیجئے۔ اور سوچئے کہ یہ شخص آپ کو کس طرف لے جانا چاہتا ہے۔ آخر آپ کی غیرت کو کیا ہو گیا ہے؟

لوہے کا کڑا پہننا اسلامی شعار نہیں ہے۔

سوال:۔ کیا لوہے کا کڑا حضرت سجاد علیہ السلام کی سنت کی نیت سے ہاتھ اور پاؤں میں پہننا جائز ہے اور بغیر قصد سنت کے کیا حکم ہے، جبکہ لوہے کا کڑا پہننا سکھوں کے شعار میں سے بھی ہے جو مسلماً کافر ہیں؟

جواب:۔ "یہ عمل لوہے کا کڑا پہننا اسلام کے شعار میں سے نہیں ہے اور نہ ہی آج تک ہمارے مذہب کی کسی کتاب میں میں نے اس کے بارے میں دیکھا ہے اور نہ ہی شیعوں میں اس کا مشاہدہ کیا ہے۔"

لیجئے جناب، لوہے کے کڑے کو حضرت سجاد علیہ السلام کی سنت کہنے والو! جناب احقاقی صاحب کی نظر میں یہ اسلام کا شعار نہیں ہے۔ گویا کڑا پہننا غیر اسلامی فعل ہے۔ خدارا اس غیر اسلامی شعار کو سنت سے تعبیر نہ کرو! سنت کی یہ تعریف ہرگز نہیں ہے۔

ایک اور فتویٰ

سوال:۔ جو کوئی نماز، روزہ کو فضول و عبث جانے اور عزاداری امام حسین علیہ السلام کو وسیع پیمانے پر منعقد کرے، خود بھی بھنگ، چرس، افیون کھائے پیئے اور دوسروں کو

ان چیزوں کا مرتکب ہونے کا حکم دے اور یہ کہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے غم میں ماتم کرنا، علی علی کرنا اور محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کے دشمنوں پر ان کے ناموں سے لعنت کرنا ہی اسلام ہے اور اس کے علاوہ اسلام کسی اور چیز کا نام نہیں ہے۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور ان کے ساتھ میل جول رکھنا کیسا ہے؟ برائے مہربانی تفصیل سے جواب دیں۔

جواب:- جو کوئی نماز روزہ کو فضول و عبث خیال کرتا ہے وہ قرآن کا واضح طور پر منکر اور آیاتِ محکمہ کا مخالف ہے اور ایسا شخص کافر ہے۔ اس کے دوسرے مستحب کام اس کو ذرا برابر بھی فائدہ نہ دیں گے، نہ قبر میں اور نہ ہی آخرت میں۔"

والسلام علیکم و رحمت اللہ و برکاتہ

الحائری الاحقافی

(سائل: ابوسبطین محمدی) ۵ رجمادی الاوّل ۱۴۰۴ ھ

بھنگ چرس پینے والے لوگوں کی سرپرستی کرنے والو! ان کو باوا سرکار کے القاب دینے والو! اپنے مجتہد کے فتویٰ پر ہی عمل کرو۔ اور ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی چھوڑ کر ان کو نماز روزہ کی طرف لانے کی کوشش کرو، تاکہ یہ منشیات کا کاروبار ختم ہو جائے۔ اور شیعہ قوم واقعاً فرامین آئمہ علیہم السلام پر عمل کرنے والی ایک قوم بن جائے اور شیعہ قوم کا شعار اور علامت فرامین معصومینؑ پر عمل کرنا ہی قرار پائے۔

نوٹ:-

اس کتاب میں دیئے جانے والے تمام فتاویٰ کی اصل کاپیاں موجود ہیں اور جو بعض دوستوں کے توسط سے موصول ہوئے ہیں ان کی فوٹو کاپی محفوظ ہیں۔ جو بھی ان کی فوٹو کاپی دیکھنا چاہے اس کو بھیجی جا سکتی ہے۔ اور جو اصل دیکھنا چاہتے ہوں وہ تشریف لائیں اور ملاحظہ فرمائیں۔

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے

محضر مبارک حضرت مستطاب آیة الله العظمی آقای الشیخ میرزا حسن الاحقاقی الحائری دام ظلکم العالی
کویت

پس از عرض سلام، لطفا سؤالات آتیه را جواب مرحمت بفرمائید!
سائل ابوالسبطین مهری

۱- شهادت ثالثه یعنی «اشهد ان علیا ولی الله» در تشهد نماز چه حکمی دارد؟
آیا مبطل نماز است یا بقصد قربت گفتن جائز است، درصورتیکه نماز از احکام توقیفیه است.
السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته.

ج- × بقصد جزئیت عمل نماز باطل است ×

قبل از همچیز از حسن ظن جنابعالی نسبت بحقیر سپاسگذارم، و امید وارم که جوابها با احکام قرآن و سنت و مذهب امام صادق علیه السلام مطابق باشد انشاء الله ×

۲- عقد هاشمیه فاطمیه با غیر هاشمی از نظر شرعی چه حکمی دارد؟
ج- موجب نارضائی شرع اسلام نیست، یعنی در مذهب ما جائز است چنانکه حضرت رسول اکرم صلی الله علیه وآله وسلم زینب هاشمیه را بعقد زید درآورد، و از صدر اسلام تاکنون بین علمای شیعه ...

۳- آیا حلقه آهنی بقصد سنت حضرت سجاد علیه السلام در دست و پا پوشیدن جائز است و بدون قصد سنت چطور؟ و تشکیه حلقه آهنی پوشیدن یکی از شعار مذهب سیکان است که مسلما کافر اند؟
ج- این عمل (حلقه آهنی پوشیدن) از شعار اسلام نیست و تاکنون در مؤلفات ما ندیده ام و نه در شیعیان مشاهده کرده ام ×

۴- کسی که نماز و روزه را عبث بداند و با هتمام وسیع عزاداری امام حسین علیه السلام را منعقد کند و خودش بنگ و تریاک و افیون بخورد و دیگران را هم حکم ارتکاب این چیزها بدهد و بگوید فقط در امام حسین علیه السلام سینه زنی و علی علی گفتن و بر دشمنان محمد و آل محمد صلی الله علیه وآله باسم آنها لعنت کردن همین اسلام است و بجز اینها چیزی دیگری اسلام نیست چه حکمی دارد و معاشرت با اینها چه طور است؟
لطفا جواب مفصل مرحمت بفرمائید

ج- کسیکه نماز و روزه را عبث بداند منکر صریح قرآن و مخالف آیات محکمه است و کافر میباشد و سائر اعمال مستحبه بکارش نخواهد خورد نه در قبر و نه در آخرت ×

والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته
الاحقر
الحائری الاحقاقی
سائل - ابوالسبطین مهری
۵ ج ۱ - ۱۴۰۴ هـ

چوتھا باب

شیخ احمد احسائی پر اوّلین فتوئ کفر

شیخ احمد احسائی ۱۲۳۴ھ میں کربلائے معلی، نجف اشرف، مکہ معظمہ وغیرہ کی زیارت کے بعد واپس کرمان شاہ آیا اور پھر وہاں سے مشہد مقدس گیا اور حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے بعد قم اور پھر قم سے قزوین پہنچا۔ قزوین کے بزرگ علماء میں سے ایک عالم دین میرزا عبدالوہاب قزوینی نے شیخ کو قزوین آنے کی دعوت دی تھی لہٰذا شیخ مہمان کی حیثیت سے میرزا عبدالوہاب قزوینی کے گھر ٹھہرے العالم الفاضل الکامل نخبتہ العلماء والمجتہدین المیرزا محمد بن سلیمان التنکابنی جو سید کاظم رشتی خلیفہ اوّل شیخ احمد احسائی کے ہم عصر تھے اپنی مشہور و معروف کتاب قصص العلماء کے صفحہ ۴۲ پر شیخ پر فتوای کفر کی روئیداد کو اس طرح تحریر فرماتے ہیں :۔

" شیخ احمد احسائی دوسری دفعہ وارد قزوین ہوا۔ اور مرحوم حاجی ملّا عبدالوہاب کے گھر قیام کیا ملّا عبدالوہاب شیخ کے مریدوں میں سے تھا اور میرے خیال کے مطابق شیخ کے اعتقادات کے بارے میں غور و فکر کی قوت سے خالی تھا۔ شیخ احمد احسائی علمائے قزوین کی بازدید کے لئے گیا علماء اس کے ساتھ ہوتے تھے۔ ایک دن شہید ثالث حاجی ملّا محمد تقی کی بازدید کے لئے ان کے گھر گئے (ابو عبداللہ شمس الدین دمشقی متوفی ۷۸۶ ہجری قمری علمائے امامیہ کے اکابر علماء میں سے تھے جو شہید اوّل کے نام سے مشہور ہیں، شیخ زین الدین بن علی متوفی ۹۶۵ ہجری قمری علمائے امامیہ کے مفاخر اور بلند پایہ علماء میں سے ہیں جن کو شہید ثانی کہا جاتا ہے ۔ اور ملا محمد تقی برغانی جو ۱۲۶۴ھ ق میں بابیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے شہید ثالث کے لقب سے مشہور ہوئے جن کو قصص العلماء کی

عبارت ذیل میں شہید ثالث سے ذکر کیا گیا ہے لیکن بعض علماء اور فضلاء قاضی نور اللہ شوستری اور بعض دوسرے علماء ملا عبداللہ شوستری کو شہید ثالث کے عنوان سے یاد کرتے ہیں) مروجہ رسم و رواج اور آداب بجالانے کے بعد شہید نے شیخ سے سوال کرتے ہوئے کہا کہ مسئلہ معاد کے بارے میں ملا صدری اور آپ کا ایک ہی مسلک ہے؟ شیخ نے کہا ایسے نہیں ہے، بلکہ میرا مذہب و مسلک اور ہے اور ملا صدرا کی رائے ہے۔ شہید نے اپنے چھوٹے بھائی حاجی ملا علی کو کہا کہ میرے کتاب خانے میں چلے جاؤ اور فلاں جگہ پر ملا صدری کی کتاب "شواہد ربوبیہ" پڑی ہے وہ لاؤ کیونکہ حاجی ملا علی، شیخ احمد کے شاگردوں میں سے تھا، اس لئے اس نے کتاب کے لانے میں پس و پیش سے کام لیا، شہید نے کہا۔ اب اس مسئلہ پر جھگڑا نہیں کرتے کہ ملا صدری اور آپ کا معاد کے بارے میں ایک ہی نظریہ ہے لیکن اب صرف تم یہی بتاؤ کہ معاد کے بارے میں تمہارا کیا نظریہ ہے؟۔ شیخ نے کہا۔ میں معاد کو ہور قلیائی کی طرح کہتا ہوں اور اس سے مراد یہ ہے کہ یہی بدنِ عنصری اس شیشہ کی طرح ہے جو پتھر میں ہو۔ شہید نے فرمایا۔ بدن ہور قلیائی غیر عنصری ہے اور یہ بات ضروریاتِ دین میں سے ہے کہ روزِ قیامت یہی بدن واپس پلٹایا جائے گا نہ کہ بدن ہور قلیائی۔ شیخ نے کہا۔ میری مراد یہی بدن ہے۔ خلاصہ یہ کہ دونوں کے درمیان زوردار مناظرہ شروع ہو گیا۔ اس وقت شیخ کا ایک شاگرد جو ترکستان کا باشندہ تھا، شہید کے ساتھ مجادلہ کرنے پر تل گیا۔ اس کا مقصد صرف لڑائی جھگڑا تھا، نہ اسلئے کہ حق ظاہر ہو، شہید چپ ہو گئے۔ اس کے بعد سب لوگ وہاں سے اٹھے، جبکہ پوری مجلس افراتفری اختلاف و انتشار کا شکار ہو چکی تھی، اس دن جب شیخ نماز جماعت کی غرض سے مسجد میں گئے، علماء میں سے کوئی بھی ہمراہ نہ تھا اور سوائے ملا حاجی عبدالوہاب کے مسجد تک بھی کوئی ساتھ نہ گیا۔ اس کے بعد ملا عبدالوہاب نے شیخ سے کہا کہ تم معاد پر ایک رسالہ لکھو اور اس میں بدن عنصری کے اعادہ اور واپس لوٹنے کی وضاحت کرو تاکہ یہ شبہ دور ہو جائے۔ شیخ نے رسالہ لکھا لیکن اس کا کوئی ثمرہ حاصل نہ ہوا۔ شیخ کے کفر کی خبر آہستہ آہستہ پورے قزوین میں پھیل گئی اور وہ رسالہ شیخ کے "اجوبۃ المسائل" میں موجود

ہے اور دار الطباعہ سے طبع ہوا ہے۔ جیسے ہی شیخ کے بارے میں کفر کا ہنگامہ زور شور سے شروع ہو گیا۔ شیخ ظاہری طور پر ایک مسلّم شخصیت کا حامل تھا، شہر کا حاکم میرزا شہزادہ رکن الدولہ علی نقی تھا۔ اس نے اپنی بدنامی کے ازالہ کے لئے کہ قزوین میں اس قسم کا ہنگامہ شروع ہو گیا ہے جس سے بادشاہ یقیناً خوش نہ ہوگا لہٰذا اس نے اس اختلاف کو اتفاق میں تبدیل کرنے کی خاطر علماء قزوین کو ایک رات اپنے ہاں دعوت دی، شیخ اور شہید کو بھی شرکت کیلئے کہا، مجلس میں پہلے پہلے شیخ احمد احسائی بیٹھا تھا۔ اس کے بعد شہید اس طرح بیٹھے کہ ان دونوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ جب دسترخوان لگایا گیا تو شیخ اور شہید کے لئے ایک ہی دسترخوان لگایا گیا، لیکن شیخ اور شہید اس دسترخوان پر حاضر نہ ہوئے اور جو اس کے بعد دسترخوان لگایا گیا شہید نے اس پر کھانا شروع کیا لیکن دوران صرف غذا جس طرف شیخ بیٹھا تھا اس طرف منہ پر ہاتھ دے رکھا تھا، اختتام غذا پر میزبان شہزادہ نے جس مقصد کے لئے یہ انتظامات کئے تھے اس کے بارے میں بات شروع کی۔ کہا کہ شیخ علمائے عرب و عجم کے سرکردہ اور لازم الاحترام علماء میں سے ہیں۔ شہید کو بھی ان کے احترام میں کمی نہیں کرنا چاہئے اور مفسدین کی وجہ سے ان کے درمیان جو اختلافی خلیج پیدا کی گئی ہے اسے ختم ہونا چاہئے۔ شہید نے فرمایا، کفر اور ایمان کے درمیان صلح و آشتی نہیں ہے۔ شیخ کا معاد کے بارے میں جو نظریہ اور مذہب ہے وہ ضروریاتِ دین کے خلاف ہے اور منکر ضروری دین کافر ہے۔ شہزادہ نے صلح و صفائی کی جتنی بھی کوشش کی کارگر ثابت نہ ہو سکی مجلس تمام ہوئی۔ شہید نے شیخ کی تکفیر کے بارے میں مزید شدت اور تاکید سے کام لیا ------!

سید کاظم رشتی خلیفہ شیخ احمد احسائی سمیت دیگر بزرگ علماء اور مراجع عظام نے شیخ احمد احسائی کے کفر کا فتویٰ دیا

شیخ احمد احسائی کے بارے میں فتوائے کفر کی خبر نے جب کافی شہرت حاصل کر لی اور ادھر شیخ کا انتقال بھی ہو گیا تو لوگوں نے آقای سید مہدی قدس سرہٗ سے شیخ احمد احسائی کے بارے

میں فتویٰ طلب کیا لیکن کیونکہ وہ تقویٰ و پرہیزگاری میں کافی آگے تھے اس لئے فوراً فتویٰ نہ دیا
آپ صاحب کتاب ریاض کے خلف اشرف تھے، لوگوں نے اصرار کیا اور کہا کہ شہید ثالث نے شیخ کے
کفر کا فتویٰ دیا ہے، اب شیخ کے پیروکاروں کے ساتھ برتاؤ میں ہماری شرعی تکلیف کیا ہے؟
آقای سید مہدی قدس سرہ نے علماء کی ایک مجلس تشکیل دی اور اس میں شریف العلماء آقای محمد، حاجی
ملا جعفر استرآبادی اور حاجی سید کاظم رشتی (جانشین اول شیخ) کو جمع کیا۔ ان علماء نے سید کاظم
رشتی سے مناظرہ کیا اور شیخ کی کتابوں کے چند اوراق بطور شاہد پیش کئے اور کہا کہ ان کتب کا
ظاہر مبنی بر کفر ہے۔ سید کاظم نے یہ بات قبول کی کہ ان کتابوں کا ظاہر مبنی بر کفر ہے، لیکن کہا
کہ شیخ نے کتب کے ظواہر کو مراد نہیں لیا بلکہ ان کلمات کی تاویل ہے جو دراصل شیخ کی مراد تھی ان علماء
نے کہا۔ تاویل کرنا ہمارا فریضہ نہیں ہے۔ کیا قرآن مجید میں خداوند قدوس اور احادیث پیغمبرؐ اور آلِ
پیغمبرؐ علیہم السلام میں ہر کافر جو کلمۂ کفر کہتا ہے اس میں بھی یقیناً تاویل کا راستہ موجود ہے۔ یہ
تاویل کا کوئی عذر معقول نہیں ہے"۔

پس سید کاظم رشتی سے کہا گیا کہ تم یہ لکھو کہ ان عبارتوں کا ظاہر مبنی پر کفر ہے۔ سید کاظم
نے یہ لکھا کہ " ان عبارتوں کا ظاہر مبنی بر کفر ہے"۔ اور پھر اس فتویٰ پر اپنی مہر بھی ثبت کی۔ اس
کے بعد آقای سید مہدی نے اگرچہ فتویٰ نہیں لکھا، البتہ دو عادل افراد شریف العلما اور حاجی ملا
محمد جعفر استرآبادی کی گواہی پر شیخ اور اس کے پیروکاروں کے کفر کا حکم دیا اور اس کے بعد مسجد میں
گئے اور لوگوں کو وعظ کیا کہ" اس زمانہ میں بھیڑئیے، بھیڑوں کے لبادہ میں دین کو فاسد کر رہے ہیں اور
وہ بھیڑئیے شیخ احمد احسائی اور اس کے پیروکار "مروج" ہیں۔ یہ سب کافر ہیں"۔
ان کا کفر مشہور ہوا۔ یاد رہے کہ حجت الاسلام آقای علی اکبر ہاشمی رفسنجانی نے بھی اپنی کتاب امیر کبیر
میں سید کاظم رشتی کے فتوائے کفر کی روئیداد کو ذکر کیا ہے۔

عکس عبارت قصص العلماء ، میرزا محمد تنکابنی مرحوم

تادر دفعهٔ آخر وارد قزوین شد و در خانه مرحوم حاجی.
ملاعبدالوهاب اقامت فرمودند و روزها در مسجد جمعه نماز میکردند و علماء قزوین همه حاضر میشدند واقتدا مینمود وحاجی ملاعبدالوهاب ازمریدان شیخ بوده و باعتقادم قوهٔ غور در حقیقت اعتقادات شیخ نداشت پس شیخ احمد ببازدید علماء قزوین میرفت وعلماء بهمراه او بودند روزی ببازدید شهید ثالث حاجی ملامحمد تقی رفتند پس از طی تعارفات مرسومه شهید ازشیخ سؤال کرد که در معاد مذهب شما وملا صدری درمعاد یکیست شیخ گفت چنین نیست و مذهب من ورای مذهب ملا صدری است شهید ببرادر کوچکش حاجی ملا علی گفت برو در کتابخانهٔ من وشواهد ربوبیه ملا صدری درفلان موضع است اورا بیاور حاجی ملاعلی چون از تلامذه شیخ احمد بود مساهله ومسامحه ومسارفه دراحضار شواهد ربوبیه نمود شهید ثالث بشیخ گفت اکنون که نزاع نمیکنیم که مذهب شما وملا صدری درمعاد یکیست لیکن شما بگوئید که مذهب شما در معاد چیست شیخ گفت که من معاد را جسم هور قلیائی میدانم و آن درهمین بدن عنصر یست مانند شیشه در سنگ شهید فرمود که بدن هور قلیائی غیر عنصریست وضروری دین اسلام است که در روزقیامت همین بدن عنصری عود میکند نه بدن هور قلیائی شیخ گفت که مراد من همین بدنست بالجملهٔ هنگامهٔ مناظره درمیان ایشان گرم شد پس یکی ازتلامذه شیخ که ازاهل ترکستان بود بلشهید در مقام مجادله بر آمد وغرضش محاجه ومجادله بود نه استکشاف وحق شهید سکوت مینمود پس از آنجا برخاستند و اجتماع مبدل بافتراق و وفاق مبدل بشقاق شد در آنروز شیخ چون بمسجد برای نماز جماعة رفت ازعلماء کسی همراه او نرفت ودر مسجد ش حضور بهم نرسانیدند مگر حاجی ملاعبدالوهاب پس حاجی ملاعبدالوهاب ازشیخ احمد خواهش نمود که رسالهٔ درمعاد واعاده بدن عنصری تالیف نمائید تارفع شبهه شود شیخ رسالهٔ نوشت ثمری نبخشید وهمهمهٔ تکفیر شیخ درقزوین شیوع یافت وآن رساله دراجوبة المسائل شیخ جمع شده ودر دارالطباعه منطبع گردید چون هنگامهٔ تکفیر شیخ گرم شدو شیخ مرد معروف مسلمی بود حاکم شهر شاهزاده رکن الدولة علینقی میرزا بود بجهة رفع بدنامی خود که در قزوین چنین هنگامه شده و البته خوش آیند پادشاه نخواهد بود لهذا خواستکه شقاقرا بوفاق مبدل سازد پس علماء را درشبی از شبها ضیافت نمود وشهید وشیخ رانیز دعوتکرد درزمان حضور مجلس شیخ احمد مصدر بود بعد از او شهید نشست امامیان خود وشیخ فاصله قرارداد چون خوان ترتیب دادند برای شهید وشیخ یك خوان نهادند شهید در آن خوان شریك نشد و آن خوان که پس از او گذاشتند شروع بغذاخوردن نمود ودر هنگام نشستن دست بر یکطرف صورت گذاشت که محاذات باشیخ داشت پس ازصرف غذا شاهزاده که مضیف بود عنوان سخن آغاز و درباب انجام سازو باز اهتمام تمام فرمود که جناب شیخ سر آمد علمای عرب وعجم ولازم الاحترام است شهید نیز باید دراحترام ایشان کوتاهی جایز ندارد وسخن مفسدین که درمیان این دوعالم افساد وشجره عناد را کشته اند قلع وقمع و دفع باید نمود شهید درجوابگفت که درمیان کفر وایمان اصلاح وآشتی نیست وشیخ را درمعاد مذهبیست که خلاف ضروری دین اسلام است ومنکر ضروری کافراست شاهزاده هر چند الحاح در انجاح امر صلاح نمود ازاصلاح جز سلاح حاصلی پدید نیامد وآنمجلس منقضی شد شهید درتکفیر شیخ تأکید وتشدید نمود

شیخ احمد احسائی اور اس کے پیروکاروں پر علماء کے فتوے

سب سے پہلے حاجی ملا محمد تقی قزوینی شہید ثالث، پھر آقای سید مہدی اور حاجی ملا محمد جعفر استرآبادی، اخوند ملا آقای دربندی، شریف العلماء، آقای سید ابراہیم استاد صاحب قصص العلماء، شیخ محمد حسین صاحب فصول، شیخ محمد حسن نجفی صاحب جواہر الکلام جو اپنے زمانے کے رتبۂ اول کے شیعہ بزرگ علماء میں سے تھے۔ ان سب نے شیخ احمد احسائی اور اس کے مریدوں کے کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ بلکہ اس کے زمانے کے اکثر فقہاء اور علماء نے ان کو کافر قرار دیا تھا۔ (قصص العلماء ص ۴۲-۴۴)

ان بزرگ علماء کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بزرگ علم و عمل کے کن مراتب پر فائز تھے اور کتنی تحقیق کے بعد بڑی احتیاط سے فتوے دیتے تھے، یہ خیال نہ کیا جائے کہ بس کسی کے کہنے پر فتوائے کفر صادر کر دیتے تھے۔ ان کی کتب پڑھ کر آج علماء رتبۂ اجتہاد تک پہنچتے ہیں۔

عکس عبارت قصص العلماء ، میرزا محمد تنکابنی مرحوم

- - - - - - چون خبر تکفیر شیخ اشتهار یافت و شیخ نیز وفات یافت در آن زمان مرحوم آقاسید مهدی خلف باشرف آقاسید علی صاحب ریاض ازشدت تقوی و جربزه فتوی نمیگفت پس مردم ازاو درخواست این نمودند کهشیخ را شهید ثالث تکفیر کرده اکنون تکلیف ماباتابعین شیخ چیست آقاسید مهدی مجلسی ترتیب داد وشریف العلماء وحاجی ملامحمد جعفر استر آبادی و حاجی سید کاظم را احضار نمود ایشان باسید کاظم مناظره نمودند ومواضعی چند از کتاب شیخرا گرفته کهظاهر اینعبایر کفراست سید کاظم اذعان نمود کهظواهر این عبایر کفر است لیکن شیخ ظواهر این عبایررا اراده نکرده است بلکه این کلماترا تأویلی است که آن تأویل مراد شیخاست ایشان گفتند کهما مأمور بتأویل نیستیم مگر درآیاتقرآن و کلماتحضرت سبحان واخبارپیغمبر وآل اطهار والاهر کافریکه بکلمه کفری تکلم کند لامحاله تأویلی دراوراه دارد پس بسیدکاظم گفتند کهتو بنویس کهظاهر این عبایر کفراست سید کاظم نوشت کهظاهر این عبایر کفراست و آنرا بمهر خود ممهور نمود پس آقاسید مهدی اگرچه فتوی نمیگفت لیکن بشهادت این دوعادل کهشریف العلماء وحاجیملامحمد جعفر استر آبادی حکم بتکفیر شیخ وتابعین او نمود و از آن پس بمسجد رفته ومردمرا موعظه نمود که دراین عصر گرگان چند بلباس میش در آمده و دین مردمرا فاسد و کاسد ساختهاند وایشان شیخاحمد احسائی ومتابعان اوهستند و ایشان کافرند پس تکفیر ایشان شیوع یافت وعلمائی کهشیخ وتابعان اورا تکفیر کردند اولایشان حاجی ملا محمد تقی قزوینی دوم آقاسید مهدی وحاجی ملامحمد جعفر استر آبادی و آخوند ملاآقای دربندی و شریف العلماء و آقاسید ابراهیم استاد حقیر وشیخمحمد حسین صاحب فصول وشیخ محمد حسن نجفی صاحب جواهر بلکه اکثری ازفقهاء عصر ایشان تکفیر نموده اند

مجاہد اکبر آیت اللہ العظمیٰ الامام الخمینی مدظلہ العالی کا فرمان ذیشان

محضر آیۃ اللہ العظمیٰ الامام الخمینی ادام اللہ ظلہ

چہ میفرمایید در مسئلہ ذیل

کہ در مملکت ما مردی از شہر کراچی کاظم علی رسا نامی صاحب هفت روزه رضاکار اشتہار داده و اعلان کرده کہ کتب شیخ احمد احسائی و سید کاظم رشتی و کریم خان کرمانی ما از ایران برائے نشر و اشاعت نزد ما فرستاده و عنقریب بزبان اردو ترجمہ شده بدست عوام خواهند رسید طبع این کتب چہ صورت است

بسمہ تعالیٰ
این کتب را نباید طبع و نشر
کنند و خرید و فروش ننمایند

سائل
سید محمد حسین زیدی
پوسٹ آفس محلہ لاہوری گیٹ
چنیوٹ ضلع جھنگ پاکستان

(ترجمہ سوال) درج ذیل سوال کے بارے میں آپ کا کیا فرمان ہے؟ ہمارے ملک کے شہر کراچی سے کاظم علی رسا نامی شخص نے ہفت روزہ رضاکار میں ایک اشتہار دیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ شیخ احمد احسائی، سید کاظم رشتی اور کریم خان کرمانی کی کتابیں جو ایران سے ہمارے پاس نشر و اشاعت کے لئے بھیجی گئی ہیں عنقریب اردو زبان میں ترجمہ ہو کر عوام کے ہاتھوں میں پہنچ جائیں گی۔ ارشاد فرمائیں کہ ان کتب کا طبع کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

سائل۔ سید محمد حسین زیدی۔ پوسٹ آفس محلہ۔ لاہوری گیٹ۔ چنیوٹ۔ ضلع جھنگ۔

(ترجمہ جواب) باسمہ تعالیٰ۔ ان مذکورہ کتابوں کی طباعت اور نشر و اشاعت مت کریں اور خرید و فروخت بھی نہ کریں۔

نقش مہر۔ روح اللہ الموسوی الخمینی

فتویٰ حضرت آیت اللہ العظمےٰ آقای السید محمد رضا گلپایگانی مدظلہ

سوال :۔ شیخ احمد احسائی کون تھا، کیا اس کے عقائد مذہب شیعہ خیر البریہ کے عقائد کے مطابق تھے؟ کیا یہ درست ہے کہ وہ اور اس کے پیروکار ضال و مضل اور گمراہ ہیں۔ آج کل فرقہ شیخیہ کے اعتقادات کا مرکز ترویج کویت ہے؟ شیخ حسن احقاقی ان کا مروج ہے کیا ان کے عقاید و نظریات کی ترویج کتب کی اشاعت اور مطالعہ جائز ہے؟

جواب :- ۹۹۰۲- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ مشارٌالیہ کے عقائد بناء بر مشہور فاسد ہیں۔ ان کی ترویج اور نشر و اشاعت کتب ضال و مضل کی طرح ہے ۔ واللہ العالم۔

۱۸ر جمادی الثانی ۱۴۰۴ھ

مہر و دستخط
محمد رضا گلپائیگانی

سوال :۔ شیخ احمد احسائی ، سید کاظم رشتی اور ان کے دوسرے ہمکاروں کے عقائد مذہب حقہ شیعہ اثنا عشریہ کی نظر میں کیسے ہیں۔ وہ کتابیں جن میں ان کے عقائد چھپے ہوئے ہیں، ان کی نشر و اشاعت اور مسلک شیخیہ کی ترویج جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے تو ان کے عقائد کی ترویج کرنے والوں کے ساتھ معاشرت اور میل جول کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

سید نیاز حسین نقوی

جواب: بسمہ تعالی۔ شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی، حاج کریم خان کرمانی اور دوسرے اس فرقہ کے عقائد کے بارے میں لکھنے والوں کی کتب مذہب شیعہ اور اسلام کے مبانی و مطالب کے خلاف ہیں اور کتب ضلال میں سے ہیں، ان کی نشر و اشاعت اور خرید و فروخت اور ان کی ترویج حرام ہے۔ خداوند متعال اسلام اور مسلمین کو اہل بدعت کے شر اور فتن سے محفوظ فرمائے۔

مہر و دستخط
محمد رضا گلپائیگانی

۲۹ر محرم ۱۳۹۶ھ

بسمه سبحانه وتعالی :

حضرت مستطاب فقیه اهل البیت مجتهد اعظم آیة الله العظمی آقای السید محمدرضا گلپایگانی مد ظله العالی

پس از تسلیمات و تکریمات در حضورتان عرض می‌شود که شیخ احمد احسائی و سید کاظم رشتی و دیگر همکاران آنها عقائدشان از نظر مذهب حقه شیعه اثنا عشریه چطور اند و کتبی که در آنها عقائدشان ذکر شده طبع و نشر آنها و ترویج مدارک شیخیه جائز است یا نه ؟

واگر جائز نیست پس معاشرت به ترویج کنندگان مذهب شیخیه چطور می باشد؟ لطفاً فتوی خودتان صادر نموده ممنون فرمائید.

۲۹ محرم ۱۳۹۶ھ سید نیاز حسین نقوی

حوزه علمیه مقدسه قم - ایران

بسمه تعالی

کتب شیخ احمد احسائی و سید کاظم رشتی و حاج کریمخان کرمانی و سایر نویسندگان از این فرقه مشتمل بر مطالب مخالف با مبانی تشیع و اسلام و از کتب ضلال است و طبع و نشر و خرید و فروش و ترویج آن حرام است خداوند متعال اسلام و مسلمین را از شر فتن اهل بدع حفظ فرماید

محمدرضا الموسوی الگلپایگانی

بسم الله الرحمن الرحیم ــ ط

محضر مبارک جناب مستطاب حضرت آیت ا... العظمی آقای السید محمد رضا گلپایگانی دام ظلکم العالی

حوزه علمیه قم المقدسه

پس از تقدیم سلام سلامتی آنجناب را از خداوند متعال مسئلت می نمائیم ،،

لطفا جواب سوال زیر را مرحمت بفرمائید ، والسلام علیکم و رحمته الله و برکاته

محمد حسین اکبر

"""""""" شیخ احمد احسائی که بود ؟ آیا اعتقادات شان مثل عقاید مذهب حقه شیعه خیر البریه بود ؟ آیا درست است ایشان وپیروانش ضآل و مضل بودند و در این زمان مرکز ترویج عقاید فرقه شیخیه در کویت است و شیخ حسن احقاقی مروج ایشان است ؟ آیا ترویج عقاید و نظریات و چاپ و مطالعه کتب شیخیه جائز است یا خیر ؟

لطفا جواب مفصّل مرحمت بفرمائید ، خداوند اسلام ومسلمین را یاری فرماید ،،

۹۹۰۲ بسم [illegible] الرحمن الرحیم [illegible] معروف [illegible]

[illegible] است [illegible] و ترویج آنها در حکم نشر و ترویج کتب

ضلال [illegible] والله العالم ۱۸ ربیع ۲ ۱۴۰۴ هـ

[illegible]

۶۷

فتوی حضرت آیت اللہ العظمٰے آقای سید شہاب الدین نجفی المرعشی مدظلہ

سوال :- شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی اور ان کے دوسرے ہمکاروں کے عقائد مذہب حقّہ شیعہ اثنا عشریہ کی نظر میں کیسے ہیں ؟ وہ کتابیں جن میں ان کے عقائد چھپے ہوئے ہیں، ان کی نشر و اشاعت اور مسلک شیخیہ کی ترویج جائز ہے یا نہیں ؟ اگر جائز نہیں ہے تو ان کے عقائد کی ترویج کرنے والوں کے ساتھ معاشرت اور میل جول کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے ؟

جواب :- کیونکہ کتب مذکورہ باطل مطالب پر مشتمل ہیں، جیسے معراج ، معاد بصورت جسم ہورقلیائی اور آئمہ علیہم السلام کے حق میں غلو سے کام لیا گیا ہے اور خداوند متعال کے علم میں نقص کے قائل ہوئے ہیں۔ وغیرہ۔ لہٰذا ان کی کتب کی نشر و اشاعت اور تکثیر اور خرید و فروخت کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔ آخر میں خداوند سبحان سے دعاگو ہوں کہ خدا تمام مومنین کو اعمال و عقائد اور افعال میں لغزش و گمراہی سے محفوظ فرمائے۔ بحق محمد و آلہ المیامین۔

۲۹ محرم الحرام ۱۳۹۶ھ

خادم علوم اہل البیت علیہم السلام

دستخط و مہر

شہاب الدین الحسینی المرعشی النجفی

باسمه تعالی شأنه

محضر شریف حضرت مستطاب زعیم الحوزة العلمیة آیة الله العظمی آقا السید شهاب الدین المرعشی النجفی مدظله

پس از تسلیمات بحضور مبارک معظم له میرساند که بانی فرقه ضاله
شیخیه شیخ احمد احسائی و رفقاء و همفکران ایشان مثل سید کاظم رشتی و کریم خان
کرمانی عقائدشان صحیح و مطابق عقائد شیعه اثنا عشریه میباشند یا خیر
و همچنین درباره طبع و نشر و ترویج ایشان کتب منسوب بخودشان را نظر مبارک بفرمائید ممنون و
متشکر خواهیم شد

سید نیاز حسین النقوی ۲۹ محرم الحرام ۱۳۹۶
مقیم قم

بسمه تعالی

چون کتب مذکوره فوق مشتمل بر مطالب باطله میباشد از قبیل معراج و معاد با جسم
هورقلیائی و غلو در حق ائمه اطهار علیهم السلام و تنقیص درباره علم حضرت احدیت
و غیر اینها لذا جایز نیست طبع و نشر و تکثیر و بیع و شراء آنها بهیچوجه. در خاتمه
از خداوند سبحان مسئلت مینماید همه مؤمنین را از لغزش در اعمال و عقاید
و افعال مصون و محروس بفرمایند بمحمد و آله المیامین. فی سلخ محرم الحرام ۱۳۹۶

حرره خادم علوم اهل البیت علیهم السلام شهاب الدین الحسینی
المرعشی النجفی

استاذ الفقہاء آیت اللہ العظمی السید ابوالقاسم الخوئی مدظلہ العالی نجف اشرف عراق کا فرمان ذیشان

ساحت حضرت حجة الاسلام والمسلمین آیة الله العظمی السید ابوالقاسم الخوئی مدظله العالی

مخفی نماند که در مملکت ما "پاکستان" شخصی از شهر کراچی بنام کاظم علی رستا به ماهنامه هفته‌وار روزنامه "رضاکار" اشتهار داده و اعلان کرده که کتب شیخ احمد احسائی و سید کاظم رشتی و کریم خان از ایران برای نشر و اشاعت نزد ما رسیده بعونه تعالی عنقریب به زبان اردو ترجمه شده به دست عوام خواهند رسید نیز این شخص ادعا دارد که بعضی از علماء موجودین چه در ایران و چه در عراق متعدد بار سوال کردیم که برای ما حقیقت مذهب شیعه را بیان بکنند لیکن هیچ کس از آنها جواب اصل مطلب را نداده و بحمده تعالی من کتب این اشخاص مذکوره را دیدیم و مطالعه کردیم و به این نتیجه رسیدیم که آن طوری که آنها مذهب شیعه را بیان کرده‌اند کسی تا هنوز بیان نکرده و کسی قادر هم بر این نیست که مثل آنها مطالب عالیه را بیان بکنند.

عرض می‌شود که بیان بفرمائید که آن اشخاص مذکوره چه کاره بودند و بر نوشته‌های اینها اعتماد کردن درست است یا خیر؟ و طبع و نشر و خرید و فروش این قسم کتب چه حکم دارد؟

سائل سید محمد حسین زیدی
حیبوٹ ضلع جھنگ پاکستان

بسمه تعالی

مخفی نماند که کتب این اشخاص مشتمل بر مطالبی است که مخالف واقع و حقیقت و موجب ضلالت است علاوه بر اینکه طبع این کتب بلسان اردو باعث ایجاد اختلاف و تشاجر بین شیعیان خواهد شد فعلی‌هذا طبع این کتب و نشر و خرید و فروش جائز نیست و لازم است از این کار خودداری نمایند و معلوم بشود این شخص کتبی که در شرح حقیقت مذهب شیعه علمای اعلام سابقین و لاحقین تالیف نموده کلاً مطالعه نموده والا چنین ادعائی نمیکرد و لسان تعرض باینها باز نمیکرد چه اینکه این کتب بوجه احسن متکفل بیان تفاصیل کلیات و جزئیات آن میباشد و بالسنه مختلفه طبع شده و در دسترس همگی است.

۱۹ محرم الحرام ۹۶

ترجمہ سوال:۔ واضح باد کہ ہمارے پاکستان میں کراچی کے ایک شخص کاظم علی رستا نامی نے اخبار ہفت روزہ "رضاکار" میں اشتہار دیا اور اعلان کیا ہے کہ شیخ احمد احسائی سید کاظم رشتی اور کریم خان کی کتابیں ایران سے ہمارے ہاں نشر واشاعت کے لیے پہنچ چکی ہیں جو عنقریب بمدد خدا اردو زبان میں طبع ہو کر عوام کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گی۔ نیز شخص مذکورہ نے ادعا کیا ہے کہ اس نے ایران و عراق کے تمام موجودہ علماء سے کئی بار سوال کیا ہے کہ وہ ہمارے لیے حقیقتِ مذہب کی وضاحت کریں۔ لیکن کسی عالم نے

اصل مطلب کا جواب نہیں دیا اور بحمد اللہ میں نے ان مذکورہ بالا اشخاص یعنی شیخ احمد احسائی وغیرہ کی کتب کو دیکھا اور ان کا مطالعہ کیا ہے۔ اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جس طرح مذہب شیعہ کو ان لوگوں نے بیان کیا ہے کسی نے اس وقت تک ایسا بیان نہیں کیا اور کوئی دوسرا شخص اس پر قادر ہی نہیں ہے۔ کہ ان لوگوں کی طرح مطالب عالیہ کی وضاحت کر سکے۔ لہٰذا عرض ہے کہ حضور والا وضاحت فرمائیں کہ یہ لوگ یعنی شیخ احمد احسائی وغیرہ کس پوزیشن کے لوگ تھے اور ان کی تحریروں پر اعتماد کرنا درست اور صحیح ہے یا نہیں؟ اور ان کی کتابوں کی نشر و اشاعت اور خرید و فروخت کیا حکم رکھتی ہے؟ سائل :۔ سید محمد حسین زیدی چنیوٹ ضلع جھنگ۔

ترجمہ جواب :۔

باسمہ تعالیٰ۔

مخفی نہ رہے کہ ان اشخاص مذکورہ یعنی شیخ احمد احسائی وغیرہ کی کتابیں ایسے غلط مطالب پر مشتمل ہیں۔ جو واقع اور حقیقت کے مخالف ہیں۔ نیز وہ مطالب ضلالت اور گمراہی کا باعث ہیں علاوہ ازیں ان کتابوں کا اردو زبان میں شائع ہونا شیعوں کے درمیان اختلاف اور جھگڑے فساد کا موجب بنے گا۔ لہٰذا ان کتابوں کی نشر و اشاعت اور خرید و فروخت جائز نہیں ہے ضروری ہے کہ سب لوگ ان کتب کی نشر و اشاعت وغیرہ سے باز رہیں

معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص "کاظم علی رسا" نے ان کتابوں کا بالکل مطالعہ ہی نہیں کیا جو علمائے متقدمین و متاخرین علمائے اعلام نے حقیقت مذہب شیعہ کی شرح اور وضاحت کے متعلق تالیف کی ہیں ورنہ وہ ایسا غلط اور بے معنی دعویٰ کرنے کی جرأت نہ کرتا۔ اور زبان طعن دراز نہ کرتا کیونکہ علمائے کرام کی وہ کتابیں مذہب شیعہ کی تمام کلیات و جزئیات کی تفصیلات کے بیان اور ان کی پوری وضاحت پر مشتمل ہیں اور مختلف زبانوں میں شائع ہو چکی ہیں اور ہر شخص کو دستیاب ہو سکتی ہیں۔

۱۹ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ

"دستخط و نقش مہر" ابوالقاسم الموسوی الخوئی

عصر حاضر کے عظیم مفکر آسمان علم کے درخشاں ستارے
شہید اسلام آیت اللہ العظمیٰ السید محمد باقر الصدر اعلی اللہ مقامہ کا
فرمان ذیشان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت حجة الاسلام والمسلمین آیة اللہ آقای السید محمد باقر الصدر ادام اللہ ظلہ

چہ میفرمائید در مسئلہ ذیل

کہ در مملکت ما مردی از شہر گجراتی کاظم علی رسا نامی در اخبار ہفت روزہ
رضا کار اشتہار دادہ و اعلان کردہ کہ کتب شیخ احمد احسائی و سید کاظم رشتی و کریم خان
کرمانی را از ایران برائے نشر و اشاعت نزد ما فرستادہ و عنقریب بزبان اردو ترجمہ شدہ
پیش عوام خواہند رسید طبع این کتب چہ حکم است.

سائل

السید محمد حنیف زیدی
پوسٹ آفس محمد نواز ملک گیٹ جیرہ
ضلع جھنگ پاکستان.

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ان الکتب المنسوبة الی الاحسائی والرشتی
والکرمانی تحتوی علی مطالب باطلة
لا تنسجم مع وجهة النظر الاسلامية ولهذا
لا یجوز الاعتقاد بها والالتزام بکل ما جاء فیها
والله ولی التوفیق ومنه نستمد الاعتصام

الصدر

ترجمہ سوال :۔

درج ذیل مسئلہ کے بارے میں آپ کا کیا فرمان ہے ؟

ہمارے ملک کے شہر کراچی سے کاظم علی رسا نامی شخص نے ہفت روزہ اخبار رضا کار میں ایک اشتہار دیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ شیخ احمد احسائی سید کاظم رشتی اور کریم خان کرمانی کی کتابیں جو ایران سے ہمارے پاس نشر و اشاعت کے لیے بھیجی گئی ہیں عنقریب اردو زبان میں ترجمہ ہو کر عوام کے ہاتھوں میں پہنچ جائیگی ارشاد فرمائیں کہ ان کتب کا طبع کرنا کیا حکم رکھتا ہے ؟

سائل

السید محمد حسین زیدی

پوسٹ آفس محلہ لاہوری گیٹ

چنیوٹ ضلع جھنگ پاکستان

ترجمہ جواب :۔ وہ کتابیں جو احسائی رشتی اور کرمانی کی طرف منسوب ہیں وہ ایسے باطل مطالب پر مشتمل ہیں جو امامیہ نقطۂ نظر سے متفق نہیں۔ لہٰذا ان پر اعتماد کرنا اور ان میں بیان شدہ تمام مندرجات کا اعتقاد رکھنا جائز نہیں

دستخط و نقش مہر

السید محمد باقر الصدر

حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقای السید عبد اللہ شیرازی مدظلہ نے اس سوال کے جواب میں فرمایا :۔

سوال :۔ شیخ احمد احسائی کون تھا؟ کیا اس کے عقائد مذہب شیعہ خیر البریہ کے عقائد کی طرح تھے؟ کیا یہ درست ہے کہ یہ لوگ ضال و مضل تھے۔ اور آج کل فرقہ شیخیہ کے عقائد کی ترویج کا مرکز کویت ہے۔ شیخ مرزا حسن احقاقی ان کا مروج ہے۔ کیا فرقہ شیخیہ کے عقائد و نظریات کی ترویج اور کتب کی اشاعت و مطالعہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی مفصل جواب تحریر فرمائیں۔ خداوند کریم اسلام اور مسلمانوں کی مدد فرمائے۔

جواب :۔ بسمہ تعالیٰ۔ مذہب شیخیہ باطل ہے۔ اس کے پیروکار ضال اور گمراہ ہیں ان کی کتب عقائد، کتب ضلال میں سے ہیں۔ موارد استثنائی کے علاوہ ان کا مطالعہ، اشاعت اور حفاظت حرام ہے۔ خداوند کریم مسلمانوں کو ہر قسم کی گمراہی اور ضلالت سے محفوظ فرمائے۔ واللہ الہادی۔

دستخط و مہر

۱۷ جمادی الاول ۱۴۰۴ھ

حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقای الشیخ حسین علی منتظری مدظلہ العالی نے اس سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:

جواب: مذہب شیخیہ میں اجمالی طور پر باطل اعتقادات پائے جاتے ہیں۔

دستخط و مہر

۲۹ صفر المظفر ۱۴۰۴ھ

قارئین کرام، آپ ان عقائد باطلہ کو مختصراً ملاحظہ فرما چکے۔

بسم الله الرحمن الرحیم .ط

محضر مبارک جناب مستطاب حضرت آیت ا... العظمی آقای الشیخ حسین علی منتظری دام ظله العالی

حوزه علمیه قم المقدسه

پس از تقدیم سلام سلامتی آنجناب را از خداوند متعال مسئلت می نمائیم ...

لطفاً جواب سوال زیر را مرحمت بفرمائید .والسلام علیکم و رحمته الله وبرکاته

محمد حسین اکبر

.... شیخ احمد احسائی که بود ؟آیا اعتقادات ایشان مثل عقاید مذهب حقه شیعه خیر البریه بود ؟آیا درست است ایشان و پیروانش ضآل مضل بودند ودر این زمان مرکز ترویج عقاید فرقه شیخیه در کویت است و شیخ حسن احقاقی مروج ایشان است ؟ آیا ترویج عقاید و نظریات وچاپ و مطالعه کتب شیخیه جائز است یا خیر ؟

لطفاً جواب مفصل مرحمت بفرمائید ، خداوند اسلام ومسلمین را یاری فرمایید .

باسمه تعالی

اجمالاً در مذهب شیخیه عقاید باطله وجود دارد

۲۹ صفر المظفر ۱۴۰۴ ه

اسی سوال کے جواب میں حضرت آیت اللہ العظمیٰ السید عبداللہ شیرازی مدظلہ نے یہ جواب تحریر فرمایا :-

بسمه تعالی

مذهب شیخیه باطل است و پیروانش ضال و گمراه اند و کتب عقایدی آنها از کتب ضلال است مطالعه و نشر و حفظ آن در غیر موارد استثنا حرام است خداوند مسلمین را از هر نوع گمراهی و ضلالت حفظ نماید

والله الهادی ۱۷ ج ۱ الشیرازی

۱۴۰۴

حضرت حجت الاسلام والمسلمین آیت اللہ آقای الشیخ محمد فاضل لنکرانی مدظلہ العالی
نمائندہ مجلس خبرگان شہر قم واستاد حوزہ علمیہ قم

سوال :- کیا شیخ احمد احسائی جو فرقہ شیخیہ کا بانی ہے، علمائے شیعہ اثنائے عشری میں سے ہے؟ کیا اس کے عقائد فرقہ شیعہ خیرالبریہ کے عقاید کے مطابق ہیں؟ کیا اس کے پیرو کار ضال ومضل اور محکوم بکفر ہیں؟ کیا مرزا شیخ حسن احقاقی مقیم کویت جو اس کے عقائد کا مروج ہے علماء شیعہ میں سے ہے؟ فرقہ شیخیہ کے عقائد کی ترویج اور کتب کی اشاعت ومطالعہ اور ان کی مادی ومعنوی مدد کرنا جائز ہے یا نہیں؟ حذا اسلام اور مسلمانوں کی مدد فرمائیے۔

جواب :- مندرجہ بالا سوال کے بارے میں عرض یہ ہے کہ فرقہ شیخیہ جیسے مذاہب ومسالک مشرق ومغرب کے استعمار گروں اور دشمنانِ اسلام کی کارستانی کا نتیجہ ہیں اور ان کا ہدف ومقصد مسلمانوں کو صحیح اور واقعی اسلام جو کہ یہی مذہب تشیع ہے، سے منحرف کرنا ہے۔ ایسی صورت حال کے پیش نظر ان کی کمک و مدد کرنا، ان کی کتب کی نشر واشاعت اور مطالعہ اسلام کے خلاف مدد و پروپیگنڈا کرنے کے مترادف ہے لہٰذا حرام ہے۔

دستخط ومہر
۲۱ر اسفند ۱۳۶۲ ہجری شمسی
۷ر جمادی الثانی ۱۴۰۴ ہجری قمری

بسم الله الرحمن الرحیم

محضر مبارک حضرت مستطاب حجة الاسلام آیت... آقای الشیخ محمد فاضل لنکرانی مد ظلکم العالی

پس از عرض سلام، سلامتی آنجناب را از خداوند متعال مسئلت می‌نمائیم،
معروض میدارد، لطفاً راجع به سوال آتیه نظر مبارک خودتان را مرقوم بفرمائید

والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

محمد حسین اکبر

آیا شیخ احمد احسائی که موسس فرقه شیخیه است از علماء شیعه اثنا عشریه است
و آیا اعتقادات ایشان طبق عقاید فرقه شیعه جعفریه اند، ایشان و پیروان
ایشان ضال و مضل و محکوم بکفر اند؟ میرزا شیخ حسن احقاقی الحائری مقیم
کویت که هم مروج معتقدات ایشان است آیا از علماء شیعه محسوب میگردد؟
ترویج معتقدات فرقه شیخیه و چاپ و پخش و مطالعه کتب اینها و کمک
مادی و معنوی جائز است یا خیر؟ لطفاً جواب مفصل مرحمت بفرمائید

خداوند اسلام و مسلمین را یاری فرماید

باسمه تعالی

درباره سوال فوق معروض میگردد پیدایش مسلکهای انحرافی
همچون شیخیه بدست اجانب ضد اسلام و استعمارگران
شرق و غرب تحقق پیدا کرده و هدف آنها منحرف نمودن
مسلمین از اسلام صحیح و واقعی که همان مکتب تشیع است
میباشد در این صورت کمک به آنها و مطالعه و پخش
و نشر کتب آنها جز کمک و اشاعه ضد اسلام مفهوم دیگری
ندارد و حرام است

قم حوزه علمیه محمد فاضل ۶۲/۱۲/۲۱

مفسر قرآن حجت الاسلام والمسلمین حضرت آقای آیت اللہ الشیخ ناصر مکارم شیرازی دام ظلہ استاد حوزہ علمیہ قم نے اس سوال کے جواب میں تحریر فرمایا :۔

مندرجہ بالا سوالات کے جواب کے طور پر چند امور قابل توجہ ہیں :۔

۱۔ فرقہ شیخیہ کی کتابیں خلاف اسلام مطالب پر مشتمل ہیں اور بدعتوں پر مشتمل ہیں۔ لہذا کتب ضالہ کے عنوان سے ان سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

۲۔ وہ لوگ جوان انحرافی عقاید کی طرف دعوت دیتے ہیں وہ صفوف مسلمین اور مکتب اہلبیت علیہم السلام کے پیرو کاروں کے درمیان تفرقہ اور اختلاف کا باعث ہے۔ ان کو نصیحت کرنا چاہیئے اور ان کو سرے سے ترک کردینا چاہیئے اور ان کے انحرافی اور غلط و مشتبہ قسم کے عقائد و نظریات سے دوسروں کو مطلع کرنا چاہیئے تاکہ کوئی بھی ان کی سازش کا شکار نہ ہونے پائے۔

۳۔ فرقہ شیخیہ کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو بخوبی معلوم ہوجاتا ہے کہ استعمار اور دشمنان اسلام نے اس فرقہ کی ایجاد و تقویت کے لئے خوب پشت پناہی کی ہے۔ ان کا اصلی ہدف اور مقصد یہ تھا کہ اس قسم کے پروگرام کے ذریعے اسلام اور مذہب شیعہ پر ضرب کاری لگائی جائے اور یہ بات خصوصی طور پر قابل توجہ ہے کہ بہائی گری اور شیخی گری ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہائی، شیخ احمد احسائی اور اس کے شاگرد اور جانشین سید کاظم رشتی کو "نورین نیرین"، امام زمانہ اور لوگوں کے درمیان واسطہ کے طور پر جانتے ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں۔ ان دونوں نے باب کے لئے راستہ کھولا ہے کہ جس کی داستان مفصل ہے۔ خداوند کریم ہمیں اشرار کے شر اور استعمار کی سازشوں سے محفوظ فرمائے۔ والسلام علیکم۔

دستخط و مہر

۱۴ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ

باسمه تعالی

محضر مبارک جناب حجة الاسلام والمسلمین حضرت آیة الله آقای الشیخ ناصر مکارم شیرازی دام ظلکم العالی استاد حوزه علمیه قم المقدسه

سلام علیکم ورحمة الله وبرکاته، پس از تقدیم سلام سلامتی جنابعالی را از خداوند متعال مسئلت می نمایم،

لطفا جواب سوال زیر را مرحمت بفرمائید!

شیخ احمد احسائی که بود؟ آیا اعتقادات ایشان طبق عقاید مذهب شیعه جعفریه بوده؟ آیا درست است که ایشان و پیروانش ضال و مضل بودند و در این زمان مرکز ترویج عقاید و نظریات فرقه شیخیه در کویت است و مروج آن شیخ حسن احقاقی الحائری؟ آیا ترویج عقاید و نظریات و چاپ و مطالعه کتب فرقه شیخیه جائز است یا خیر؟

لطفا جواب مفصل مرحمت بفرمائید. خداوند اسلام و مسلمین را یاری فرماید. والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

محمد حسین اکبر

بسمه تعالی

در پاسخ سئوالات فوق توجه به چند امر لازم است:

۱- کتب فرقه شیخیه مشتمل بر مطالب خلاف اسلام است و مشتمل بر بدعتهائی است و به عنوان کتب ضاله باید از آنها اجتناب کرد

۲- آنها که دعوت به این عقیده انحرافی می کنند باعث تفرقه و شکاف در صفوف مسلمین و پیروان مکتب اهلبیت هستند باید آنها را نصیحت کرد و گرنه باید آنها را ترک گفت و انحراف و اشتباهشان را به دیگران گوشزد نمود تا کسی در دام آنان گرفتار نشود.

۳- اگر به تاریخچه شیخیه مراجعه کنیم رد پای استعمار و دشمنان اسلام را در ایجاد این فرقه یا تقویت آنان به خوبی می بینیم هدفشان این بوده که با ایجاد این تشکیلات ضربه ای بر اسلام و تشیع وارد سازند. قابل توجه اینکه بهائیگری و شیخی گری دو شاخه از یک درختند و به همین جهت بهائیان شیخ احمد احسائی و شاگرد و جانشین او سید کاظم رشتی را نورین نیرین و واسطه بین امام و مردم می دانند و معتقدند که این دو راه را برای باب باز کردند و داستان آن مفصل است اعاذنا الله من شر الاشرار و اذناب الاستعمار والسلام علیکم

ناصر مکارم - قم - حوزه علمیه

۲/۲۴/۱

حجت الاسلام والمسلمین حضرت آیت اللہ آقای شیخ حسین نوری دام عزہ
استاد حوزہ علمیہ قم

سوال :- فرقہ شیخیہ جس کی شیخ احمد احسائی کی طرف نسبت دی گئی ہے کیا اسلام سے خارج ہے یا حق سے منحرف اور گمراہی وضلالت سے پیوستہ ہے؟ شیخ احمد احسائی اور فرقہ شیخیہ کے اعتقادات کا مروج شیخ مرزا حسن احقاقی الحائری مقیم کویت علماء شیعہ اثنا عشریہ میں شمار ہوتے ہیں؟ کیا اعتقادات فرقہ شیخیہ' ان کی کتب کی نشرو اشاعت اور مطالعہ، خواہ وہ کرمانی گروپ کی ہوں یا کویتی کی، اور اسی طرح کیا ان کی مادی اور معنوی مدد کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب :- باسمہ عزشانہ، پختہ اور محکم دلائل اور براہین جو مسلک شیخیہ کے بارے میں حاصل ہوئے ہیں، ان کی روشنی میں مسلک شیخیہ باطل اور بے بنیاد ہے اس کی نشرو اشاعت اور تبلیغ گناہانِ کبیرہ میں سے ہے جو کہ گمراہی وضلالت اور تفرقہ اندازی کا باعث ہے، ان کی کتابوں کا مطالعہ صرف ان افراد کے لئے جائز ہے جو ان کی کتب سے گمراہ نہیں ہوتے اور اپنی علمی استعداد و قدرت کی وجہ سے ان کے اشتباہات اور فضول مطالب کا جواب دے سکتے ہیں جو ان کی کتب میں درج ہیں۔

دستخط و مہر
۱۴ / جمادی الثانی ۱۴۰۴ھ

بسم الله الرحمن الرحیم

محضر مبارک حجت‌الاسلام حضرت آیت‌الله آقای الشیخ حسین نوری دام عزکم

پس از عرض سلام ، معروض میدارد ، لطفاً راجع به سوال زیر نظر مبارک خودتان را مرقوم بفرمائید .والسلام علیکم و رحمته الله و برکاته....

محمد حسین اکبر

،"" فرقه شیخیه که به شیخ احمد احسائی نسبت داده شده آیا خارج از اسلام است یا منحرف از حق و به ضلالت پیوسته است ،شیخ احمد احسائی و مروج معتقدات فرقه شیخیه شیخ میرزا حسن احقاقی الحائری مقیم کویت از علماء شیعه اثنا عشریه میباشند ؟آیا ترویج و تدریس معتقدات شیخیه و چاپ و نشر کتب شیخیه ، کرمانیه یا کویتیه وکمک مادی ومعنوی اینها جائز است یا خیر ؟ ....

۱۴ جمادی الثانیه ۱۴۰۲ هـ

بسمه تعالی شأنه

مسلک شیخیه برحسب دلائل و براهین متقن و محکمی که در دست است باطل و بی اساس است و نشر و تبلیغ آن از گناهان کبیره است که موجب ضلال و ایجاد تفرقه است و مطالعه کتب آنها فقط برای کسانی که اغفال نمی‌شوند و با قدرت علمی خود می‌توانند پاسخگوی شبهات و مطالب و هیاهوی که در آنها مندرج است باشند جایز است

حسین نوری

حسین نوری

حضرت حجت الاسلام والمسلمین آیت اللہ الشیخ مصطفےٰ نورانی مدظلہ العالی
استاد حوزہ علمیہ۔قم

سوال :- برائے مہربانی شیخ احمد احسائی، اس کے پیروکاروں اور اس کے فی زمانہ مروّج شیخ مرزا حسن احقاقی مقیم کویت کے بارے میں اپنے خیالات تحریر فرمائیں۔ کیا یہ لوگ ضال ومضل ہیں، ان کے عقائد ونظریات کی ترویج اور کتب کی نشر واشاعت اور مطالعہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیا فرقہ شیخیہ کے نظریات وعقاید کی ترویج کی روک تھام لازمی ہے؟

(سائل محمد حسین اکبر)

جواب :- اطلاعات واصلہ کے مطابق یہ لوگ راہِ راست سے منحرف ہیں اور خود ان کی طرح ان کی کتابیں بھی ضال ومضل ہیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو سوادِ اعظم جمعیت، اور روحانیت سے دور کر لیا ہے اور شیخ احمد احسائی کے گمراہ کن اور انحرافی عقائد کی پیروی شروع کردی ہے مسلمانوں کو دعوتِ وحدت واتحاد دینے کے بجائے فرقہ سازی کر کے مسلمانوں کے درمیان تفرقہ بازی شروع کردی ہے اور ان کو منحرف وگمراہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ کتنا اچھا ہوتا کہ اس بحران میں جبکہ مشرق ومغرب کے استعمار گردوں نے مسلمانوں کے خلاف گٹھ جوڑ کر رکھا ہے، مسلمانوں کو صراطِ مستقیم کی طرف دعوت کرتے اور علم وصنعت اور مختلف ایجادات اور اکتشافات کی طرف ان کی رہنمائی کرتے تاکہ اختلاف کی وجہ سے شکست خوردہ اور پیچھے رہ جانے والا قافلہ ساحلِ نجات پر پہنچ جاتا اور اپنے دین، جان، مال کے خود مالک ہوتے اور استعمار گروں سے اپنے اصلی منابع اور بلند وعالی مصالح اور خام مال کو محفوظ کر لیتے جن کو انہوں نے ظلم وستم سے اپنے قبضے میں لیا ہوا ہے۔ یہ اپنے ہاتھوں میں لے لیتے اور ایک بار پھر ترقی وتکامل کی راہوں پر چل نکلتے اور سیادت وسعادت کو پالیتے۔ خداوند تعالیٰ سب کو خوابِ غفلت سے بیدار کرکے حق کی طرف ہدایت فرمائے والسلام علیکم وعلی عباد اللہ الصالحین۔

دستخط ومہر۔

۲۴ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ

باسمه تعالی

محضر مبارک جناب مستطاب حجة الاسلام والمسلمین آیت الله الشیخ مصطفی [illegible] دام ظلکم العالی [illegible]

سلام علیکم و رحمة الله و برکاته!

لطفاً راجع به شیخ احمد احسائی و سید کاظم رشتی و پیروان ایشان در این زمان شیخ حسن احقاقی الحائری مقیم کویت نظر خودتان را مرقوم فرمائید! آیا اینها اهل ضلال و مضل هستند و ترویج نظرات و عقاید و آثار و کتب اینها جائز است یا خیر؟ و آیا اهتمام [illegible] در ترویج عقاید و نظرات فرقه شیخیه لازم است؟

والسلام علیکم و رحمة الله و برکاته

[illegible]

بسمه تعالی

طبق اطلاعات واصله ایشان از راه راست منحرف شده [illegible] و از سواد اعظم جمعیت و روحانیت کنار رفته [illegible] مسلمانان [illegible]

عقائد اینها [illegible] تفرقه [illegible] اتحاد [illegible] مسلمانان [illegible]

مسلمانان بوحدت و انسجام [illegible] علم و صنعت [illegible]

انداخته و آنها را منحرف نمایند [illegible]

مسلمین را بسوی صراط مستقیم دعوت نمود [illegible] اختلاف [illegible]

تا آن قافله‌ای که عقب مانده از [illegible] خام خود [illegible] تکامل و ترقی [illegible] غفلت بیدار [illegible]

منابع اصیل و مصالح عالیه اسلام [illegible]

خود نگهداشته اند [illegible] نائل آیند خداوند همه را از خواب [illegible] والسلام علیکم [illegible]

ایران قم [illegible] مصطفی [illegible]

۶۲/۹/۲۸

(۲) [illegible]

حضرت آیت اللہ الشیخ عبداللہ محمد فقہی مدظلہ نے اس سوال کے جواب میں تحریر فرمایا :۔

" جناب آقای محمد حسین اکبر دام توفیقہ العالی۔

جنابعالی کے سوال کا جواب تو بہت مفصل ہے لیکن اجمالی طور پر یہ ہے کہ شیخ احمد احسائی جس کے پیروکار شیخیہ کشفیہ کے نام سے مشہور ہیں، ایک استعماری فرقہ ہے علماء اسلام کے فرمودات سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ شیخ احمد احسائی کیتھولک عیسائی فرقہ کا پادری تھا جو علماء اسلام کے روپ میں اس لئے ظاہر ہوا تاکہ اپنے عقائد کو مسلمانوں میں نشر کرے، جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مقام الوہیت تک پہنچا دیا ہے۔ انہوں نے بھی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی آلِ پاکؑ کو رکن رابع کے ذریعے مقام ربوبیت پر پہنچا دیا ہے، لیکن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ معصومین علیہم السلام خداوند متعال کے اوامر و نواہی کی انجام دہی اور خداوند تعالیٰ کے سامنے مقام عبودیت کے حصول کی خاطر اس قدر کوشاں تھے کہ شخص پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کو طٰه ما انزلنا علیک القرآن لتشقی سے خطاب کیا گیا اور آئمہ علیہم السلام کا فرمان ہے : نزلونا عن مقام ربوبیۃ۔ ہمیں مقام ربوبیت سے نیچے خیال کرو۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام محراب عبادت میں شہید ہوئے۔ حضرت علی علیہ السلام خدائے کبریا کے حضور گویا ہیں : یاالھی کفیٰ بی فخراً ان تکون لی ربا و کفیٰ بی عزاً ان اکون لک عبداً۔ " اے میرے پروردگار، میرے فخر کے لئے یہی کافی ہے کہ تو میرا رب ہے اور میری عزت کے لئے یہی کافی ہے کہ میں تیرا عبد بن جاؤں۔" مندرجہ بالا کلمات کے مطالعہ سے قاری کے لئے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شیخیوں کے نظریات میں کیا کیا خرابی اور فساد پایا جاتا ہے۔ لہٰذا ایسی کتابوں کی نشرواشاعت اور ایسے عقاید کی ترویج حرام اور ان سے اجتناب لازم ہے۔

۱۔ شیخیوں کے نظریات میں سے ایک نظریہ یہ ہے کہ زندگی اور روزی دینا، خلق کرنا اور تدبیر کرنا خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو یہ کس لئے کہا گیا ہے، کہ

إِنَّ اللّٰهَ هُوَ یحیی ویمیت ویمیت ویحیي وهو حیّ لا یموت وانّهٗ تعالیٰ هوالرازق ذوالقوة المتین وانّه علی کل شیٔ قدیر۔
تحقیق اللہ وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اور مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے۔ وہ زندہ ہے، اسے موت نہیں ہے، تحقیق صرف وہی اللہ ہی رازق اور صاحب قوت و قدرت ہے۔
اور حضرت علی علیہ السلام کے خطبہ نہج البلاغہ میں آپ کا یہ فرمان: خلق الخلائق بقدرته ونشر الریاح برحمته۔ اس نے اپنی مخلوقات کو اپنی قدرت سے خلق فرمایا اور اپنی رحمت سے ہواؤں کو چلایا، لہٰذا جو کچھ ظالم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بلند و بالا ہے۔

۲۔۔ شیخیوں کے عقائد میں سے یہ ہے کہ محمدؐ اور آلِ محمدؑ اور رکن رابع ظاہراً متعدد اور باطناً ایک چیز ہیں۔ اوّلاً یہ ذوات مقدسہ ظاہر اور باطن میں متفرد ہیں اور ثانیاً رکن رابع کون ہے جو محمدؐ و آلِ محمدؑ کے مقام مقدس کے ساتھ باطن میں ایک ہو، وہ ذوات مقدسہ منزّہ ہیں اور اس رتبہ پر فائز ہیں کہ ان کے ساتھ کسی کو قیاس تک نہیں کیا جاسکتا۔

۳۔۔ ان کے کہنے کے مطابق خدا کی عبادت نہیں کی جاسکتی۔ ان کا یہ کہنا بھی قرآن کی نصِ صریح کے مخالف ہے کہ: وقضیٰ ربّك ان لا تعبدوا الّا ایّاه۔ اور تیرے رب کا یہ فیصلہ ہے کہ سوائے اس کی ذات کے کسی کی عبادت نہ کرو۔

۴۔۔ کہتے ہیں کہ اس جہان کے خالق محمدؐ اور آپؐ کی آلِ پاکؑ اور رکن رابع ہیں۔ ثواب اور عذاب انہی کی طرف سے ہوگا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بدن ہورقلیائی کی صورت میں معراج ہوئی تھی۔ حالانکہ یہ چیزیں خدا کی توحید کے خلاف اور توحید افعالی کے انکار کے مترادف ہے۔ اوّلاً اور ثانیاً لا مؤثر فی الوجود الّا اللّٰه۔ ثالثاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج اسی جسم سے ہوئی تھی: وعرج به الی السماء۔ وسبحان الذی اسریٰ بعبده لیلاً..... الخ۔ اور رابعاً، کلمہ ہورقلیائی: فاتکم کتکاً کم علی ذی جبنة۔ کی طرح ایک پست اور خیالی کلمہ ہے۔ خامساً بہت عجیب بات یہ

ہے کہ کہتے ہیں کہ ابدان ھورقلیائی روح اور عرش سے بھی لطیف تر ہیں، اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیخ احسائی اور اس کے پیروکاروں نے روح کو دیکھا ہے۔ اور اس کو سمجھے بھی ہیں اور عرشِ الٰہی پر بھی گئے ہیں اور اپنی معراج کے دوران عرش کی لطافت کو بھی لمس کیا ہے اور مقام قیاس پر ابدان ھورقلیائی کی لطافت کا دعویٰ کیا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوا ہے:

قل الروح من امر ربی۔ اس قسم کے کلمات نہ کسی نبی و مرسل اور نہ پیغمبر سے سنے گئے ہیں۔

۵۔۔۔ معاد کو اصول دین میں سے نہیں جانتے، جبکہ رکن رابع کو اصولِ دین میں سے جانتے ہیں لہٰذا ان کے ان کلمات سے یہ ثابت ہوا کہ یا تو اصول دین اسلام ہیں ہی نہیں یا پھر ایک سے زیادہ نہیں ہیں کیونکہ وہ خدا کو محیی اور ممیت نہیں جانتے اور رکن رابع کو بھی محمدؐ اور آلِ محمدؐ کو باطن میں ایک ہی جانتے ہیں۔ معاد بھی اصول دین میں سے نہیں ہے۔ نبوت اور امامت بھی ایک شے ہے کیونکہ باطن میں ایک ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر اصول دین کہاں گئے۔

۶۔۔۔ حشر اور نشر روز قیامت بدن ھورقلیائی سے ہوگا تو پھر اذا الوحوش حشرت تمام وحوش بدن ھورقلیائی میں محشور ہوں گے، ان کے اجسام حیوانی تبدیل ہو کر عرش و روح سے لطیف تر ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان خرافات سے بلند و بالا ہے۔

۷۔۔۔ کہتے ہیں محمدؐ و آلِ محمدؐ خدا کی صفات ہیں اور اس کی صفات کا منبع ہیں۔ اگر اس کی صفات ہیں تو پھر منبع صفات ہونے کا کیا مقصد ہے؟

۸۔۔۔ کہتے ہیں آلِ محمدؐ علیہم السلام (نعوذ باللہ) حیوانات اور جمادات کی صورت میں ظاہر ہو سکتے ہیں۔ کیا یہ کفر آمیز اور جھوٹا متناقض عقیدہ ہے۔ تمہارے قول کے مطابق اگر منبعِ صفاتِ خدا ہیں تو پھر حیوان اور جماد کی صورت میں آنے کا مقصد؟ گویا قولِ تسجیم کے قائل ہو، العیاذ باللہ۔

۹۔۔۔ کہتے ہیں اہلبیتؑ (نعوذ باللہ) تمام صفات حسنہ اور صفات رذیلہ کے ساتھ متحد ہیں۔ کس طرح نص قرآن کی مخالفت ہے کہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس۔ الخ۔

۱۰ — تمام انبیاءؑ اپنی اپنی شکلوں میں علیؑ تھے، پس ایسی صورت میں خداوند متعال کا حضرت آدمؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰ علیہم السلام کو خطاب علیؑ کو خطاب تھا۔ اور اگر آلِ محمدؑ صفات رذیلہ اور حسنہ میں متحد ہیں اور حیوان و جماد کی صورت میں آسکتے ہیں تو تمام انبیاء بھی ایسے ہی ہونگے۔ اگر ایسے ہے تو انبیاء کا رسول و ہادی ہونا اور معصوم و ہادی ہونا بصورت رسل نہ تھا بلکہ بصورت حیوان اور جماد تھا۔

۱۱ — شیخ احسائی نے بیان کیا ہے کہ پیغمبرؐ نے باطن شریعت کو بیان نہیں کیا، بلکہ صرف ظاہر شریعت کو بیان کیا ہے۔ حالانکہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ ہر وہ شے جو آپ کو خدا کے قریب کرنے کا موجب بن سکتی ہے میں نے وہ آپ کے لئے بیان کردی ہے خواہ ظاہر سے متعلق ہو یا باطن سے۔ فرمایا، یہاں تک کہ ہاتھ کی خراش تک کو بیان کر دیا ہے۔ جبکہ شیخ احمد احسائی کے کہنے کے مطابق اس نے باطن شریعت کو بیان کیا ہے مسلمانوں کے اعمال صدر اسلام سے لے کر قیام قیامت اور ظہور حضرت علیہ السلام سوائے شیخیوں کے تمام کے باطل اور بالکل ہی تباہ و برباد ہوگئے ہیں، وہ جنت جس کا عرض زمین وآسمان پر مشتمل ہوگا وہ صرف شیخیوں اور کشفیوں کی جاگیر ہوگی اور جہنم غیر شیخیوں کی!

۱۲ — شیخ احمد احسائی نے یہ تمام مطالب وحی کے ذریعے حاصل کئے ہیں۔ کتنے تعجب کی بات ہے وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی تو صرف خاتم النبیینؐ کے ساتھ مختص ہے اور اس کے بعد ہر چیز آپؐ پر ختم ہوگئی ہے۔

۱۳ — شیخ کا کہنا ہے کہ نماز کے دوران ایاک نعبد و ایاک نستعین میں مخاطب اہل بیتؑ ہیں، اسی طرح کا قول صفی علی شاہ کا بھی ہے۔ وہ کہتا ہے:۔

ای کہ گوئی ایاک نعبد نستعین کس نباشد جز شاہ دین

اے خدا تجھے تیری عظمت و جلالت کا واسطہ، آخری زمانہ کے شر و فتن سے ہمیں محفوظ فرما اور ہمیں اس قسم کے فاسد عقائد سے محفوظ رکھ، ہم شر شیطان سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں صلی اللہ علی محمد وآلہ ولعنت اللہ علی اعدائھم۔

مہر و امضاء۔ عبداللہ محمد فقہی ۔ ۴ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

کیا وجہ ہے کہ مجالسِ حسین علیہ السلام تو امن کا پیغام تھیں۔

"ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسین ؑ"

کسی نے غلط تو نہیں کہا، لیکن کیا وجہ ہے کہ ذکرِ حسین ؑ عصبیتوں میں محصور کر دیا گیا ہے، مجالس سے اپنوں پرایوں کو دور کر دیا گیا ہے۔ قوم انہی وجوہات کی بناء پر افراتفری اور بے تنظمی کا شکار ہو چکی ہے۔ حسینی سٹیجوں پر ضروریاتِ دین کا سرعام انکار کیا جاتا ہے۔ اصول و فروع اور تعلیماتِ اسلام و فرامین آئمہ علیہم السلام پر عمل کرنے کی تلقین کی بجائے عوام کو عمل سے دور کرنے کے لئے شیعوں کے اس نظریہ کا پرچار کیا جاتا ہے کہ شیعوں کے گناہ آئمہ کے سر ہیں، اس لئے نیک کام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ چیز قوم کو مزید بد عملی کی طرف دھکیلنے کا باعث بن رہی ہے۔

بزرگان قوم، نوجوانانِ ملت، علماء عظام، ذاکرین کرام اور قومی جرائد کے مسؤلین حضرات سے اپیل ہے کہ قوم کو تباہی سے بچانے کے لئے کام کیا جائے، قومی اتحاد کو پارہ پارہ ہونے سے روکا جائے اور اگر کسی میں کوئی خامی ہے یا اس سے کوئی لغزش سرزد ہوئی ہے تو اس سے چشم پوشی کر کے کوئی اصلاحی قدم اٹھایا جائے۔ اختلاف برائے اختلاف نہ ہو تو یہ قوم یقیناً ایک ایسی قوم بن سکتی ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی اسلام دشمن طاقتیں اس کا بال تک بیکا نہیں کر سکتیں، اس لئے ہم سب کو جسدِ واحد کی طرح سے مل کر کام کرنا ہوگا اور اپنی حالت کو ہمیں خود بدلنا ہے کیونکہ خدا کا فرمان بھی یہی ہے کہ : اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ جس کا ترجمہ شاعرِ مشرق نے یوں کیا ہے :-

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی ۔۔۔ نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

خداوند قدوس ہم سب کو راہِ حق و حقیقت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر میں ان حضرات کو برادرانہ مشورہ دوں گا کہ جو شخصیت کے جال میں پھنس چکے ہیں خواہ وہ اس غلطی کو حق و حقیقت جان کر یا صرف پیسہ کے لالچ میں اس کا پرچار کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ ایسی

آخرت کو دنیا کی قلیل و فانی دولت کے بدلے میں فروخت نہ کریں، کیونکہ آپ کا یہ اقدام ۔ تعاونوا علی الاثم والعدوان کے مترادف ہے۔ اور یہ بات ذہن نشین فرمالیں کہ باطل کو دوام نہیں جبکہ آپ سب دیکھ چکے ہیں کہ اس باطل نے ایران میں حکومتوں کی سرپرستی کے باوجود حق کے مقابلے میں شکست کھائی ہے اور یاد رکھو۔ کہ پاکستان میں بھی شیعیت اور اس کے ہمنواؤں کی شکست یقینی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ شکست چند دن کے بعد واقع ہو یا آج۔ ہی، خدا ہم سب کو حق اور اہلِ حق سے پیوستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور باطل و اہلِ باطل کو نیست و نابود فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

اَللّٰهُمَّ كُنْ لِوَلِيِّكَ الْحُجَّةِ بْنِ الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰبَائِهِ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ وَفِيْ كُلِّ سَاعَةٍ وَلِيًّا وَحَافِظًا وَقَائِدًا وَنَاصِرًا وَدَلِيْلًا وَعَيْنًا حَتّٰى تُسْكِنَهٗ اَرْضَكَ طَوْعًا وَتُمَتِّعَهٗ فِيْهَا طَوِيْلًا

کتبہ : علوی

مدارک و مآخذ

قرآن مجید۔

نہج البلاغہ۔

قصص العلماء تالیف میرزا محمد تنکابنی مرحوم۔

شرح الزیارۃ، شیخ احمد احسائی۔

نقطۃ الکاف۔ تالیف میرزا جانی کاشانی۔

کفایۃ الموحدین۔ میرزا محمد اسمٰعیل نوری۔

بررسی عقائد و ادیان۔ آقائے مصطفےٰ نورانی۔

مقالہ شناخت راہِ حق (قلمی) آقائے مصطفےٰ نورانی۔

امنیت شیخگیری۔ تالیف ا۔خ۔ لیقوانی۔

بہائیان۔ " سید محمد باقر نجفی۔

شرح قصیدہ " سید کاظم رشتی۔

فوائد منطقی " میر سید احمد روضاتی۔

امیر کبیر یا قہرمان مبارزہ با استعمار " حجت الاسلام والمسلمین آقای علی اکبر رفسنجانی مدظلہ

شرح باب حادی عشر۔

الفاضلیہ در عقائد و ادیان " حجت الاسلام والمسلمین حاج سید یوسف فاضل۔

فتاویٰ آقایان مراجع عظام مدظلہم العالی۔

ارشادات آیت اللہ العظمیٰ امام خمینی مدظلہ العالی

- اگر علمائے کرام کے گروہ میں سے بعض اشخاص اسلام کی مصلحت کے خلاف عمل کرنا چاہیں تو ان کا جرم تمام گناہوں سے زیادہ ہے۔ (۱۷ دسمبر ۱۹۷۹ء)

- آج بڑی طاقتوں کے شیطانی چیلے قوم کو علماء سے الگ کر دینے اور نوجوان طبقے سے قوم کو جدا کر دینے کے درپے ہیں۔

- اگر ایک عالم شخص جو علم رکھتا ہو لیکن ایمان نہ رکھتا ہو اور اس کا راستہ انبیاء کے راستے سے جدا ہو تو وہ برائیوں کا سرچشمہ ہے۔

اہل قلم، مقررین اور دانشور حضرات! بیدار ہو جائیے اور دیکھئے کہ ہم کیا تھے، کیا ہو گئے اور ہمیں کیا ہونا چاہیئے۔ ہم کو چاہیئے کہ ایک دوسرے کے شانہ بشانہ کام کریں۔ (۳۱ مئی ۱۹۸۱ء)

- ان (علمائے دین) کا فریضہ ہے، ان پر شرعی اور خدائی فریضہ ہے کہ تبلیغ کریں اور اسلام کے احکام لوگوں کو سمجھائیں۔ (۹ دسمبر ۱۹۸۱ء)

- اگر عالمِ دین درست ہو جائے تو سب کچھ ٹھیک ہو جاتا ہے۔

(۱۲ جنوری ۱۹۸۲ء)